عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

صفرالخیر ۱۴۲۷ھ
مارچ 2006ء

جلد ۱۰/۳۹
شمارہ ۲

حرمت شان رسالت پر دردمندانہ معروضات

توھین آمیز کارٹونوں کی اشاعت

انابفراقک یا شیخ المدنی لمعزونون

...... مباحثہ ایبٹ آباد ......

خواب میں رحمت عالم ﷺ کی زیارت

www.khatm-e-nubuwwat.com
Email: mahanamalolaak@yahoo.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان
ماہنامہ
لولاک
ملتان

شمارہ ۲ .... جلد ۱۰/۳۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ — مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ — مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ — فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ — شیخ الحدیث مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ — حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ

بانی: مجاہد ختم نبوۃ حضرت مولانا تاج محمودؒ
سرپرستی: خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد دامت برکاتہم
زیر سرپرستی: پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ العالی
نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا
چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ طارق محمود
ایڈیٹر: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سرکولیشن منیجر: رانا محمد طفیل جاوید
منیجر: قاری محمد حفیظ اللہ
کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا عزیز الرحمن ثانی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمن	مولانا محمد نذر عثمانی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا غلام حسین
مولانا محمد طیب فاروقی	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا غلام مصطفیٰ
مولانا عبدالستار حیدری	مولانا عبدالحکیم نعمانی
چوہدری محمد اقبال	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا محمد حسین ناصر	مولانا عبدالرزاق

رابطہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

ناشر: صاحبزادہ طارق محمود — مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان — مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت	جناب صاحبزادہ طارق محمود	3
حرمت شان رسالت ﷺ پر دردمندانہ معروضات	ادارہ	5

مقالات ومضامین!

خواب میں رحمت دو عالم ﷺ کی زیارت	حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینیؒ	9
انابفراقك يا شيخ المدنى لمحزونون	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	14
حضرت مولانا محمد شریفؒ بہاول پوری	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	23
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ	جناب محمد شفیق ایم اے	29

ردقادیانیت!

مباحثہ ایبٹ آباد	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ	35
حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی چھ علامات	مرسلہ: مولانا محمد علی صدیقی	51

متفرقات!

جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	52
تبصرہ کتب	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمتہ الیوم!

توہین آمیز کارٹونوں کی اشاعت!

3 فروری جمعتہ المبارک کو یورپی اخبارات میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت پر پورے ملک میں یوم احتجاج منایا گیا۔ بڑے شہروں میں احتجاجی مظاہرے ہوئے جن کے ذریعہ شدید غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ پاکستان کے علاوہ بیشتر اسلامی ممالک میں زبردست مظاہرے ہوئے۔ ڈنمارک کے ایک اخبار Jyilands Posten نے جناب رسالت مآب ﷺ سے متعلق مکروہ اور ناپاک خاکے مرتب کر کے شائع کئے جنہیں بعد ازاں ناروے اور فرانس نے اپنے اخبارات میں جگہ دی۔ پھر اسی نوع کے کارٹون جرمنی‘ اٹلی‘ ہالینڈ‘ پرتگال‘ سپین اور سوئیزرلینڈ کے اخبارات میں بھی شائع ہوئے۔ فرانس کے اخبار Franic Sois کے مینجنگ ایڈیٹر کو مسلمانوں کے شدید احتجاج پر برطرف کر دیا گیا۔ لیکن ڈھٹائی کا عالم یہ کہ فرانس کے ایک اور اخبار نے یہی کارٹون صفحہ اول پر شائع کر کے اہل اسلام کے دلی جذبات پر نمک پاشی کا عمل کر دکھایا۔ یورپی اخبارات کی دریدہ دہنی پر مسلمان خون کے آنسو رو رہے ہیں۔ احتجاجی مظاہروں کے دوران بعض رقت آمیز مناظر کی تصاویر قومی اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔ یورپی اخبارات اپنی ناپاک روش پر ندامت اور معذرت کی بجائے جارحانہ انداز اختیار کرنے پر اتر آئے ہیں۔ اب سویڈن کے ایک اخبار S.D.Kyousn نے بھی دعوت دی ہے کہ پیغمبر اسلام کے مزید کارٹون بنا کر بھیجے جائیں جو مارچ کی اشاعت میں شامل کئے جائیں گے۔

* ڈنمارک کے وزیراعظم نے اعلان کیا ہے کہ: ”وہ معافی نہیں مانگ سکتے۔ کسی ریاست کو پریس کے رویئے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔“

ان کا کہنا ہے کہ آزادی اظہار کا تقاضا ہے کہ اپنی رائے‘ اپنی سوچ اور اپنا خیال پیش کرنے پر قدغن نہیں لگائی جا سکتی۔ کیونکہ یہ فطری حق ہے۔ مقبوضہ بیت المقدس‘ عراق‘ شام‘ انڈونیشیا‘ مشرقی افریقہ کے علاوہ دنیا بھر کی اسلامی تنظیموں اور بالخصوص یورپی مسلمانوں کا احتجاج اور واضح رائے کا عدم احترام کونسی اقدار سے تعلق رکھتا ہے۔ مہذب ملک کہلوانے والوں کی یہ سوچ کیسی ہے؟ کہ وہ جمہوری اقدار کے حوالے سے اپنے شہریوں کی رائے کا احترام کریں اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے پیغمبر اسلام کے پیروکاروں کی رائے کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھیں۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی عنان نے ڈنمارک میں توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے ضمن میں غیر جانبدارانہ اور حقیقت پر مبنی موقف اختیار کر کے مسلمانوں کی اشک شوئی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پریس کی آزادی کو مذہبی

عقائد کا احترام کرنا چاہیے۔

محسن انسانیت ﷺ کی ذات گرامی مذہب سے وابستگی رکھنے والوں کے لئے قابل احترام ہے۔ مغرب کے اخبارات میں شائع ہونے والے خاکے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف سوچی سمجھی سازش اور منصوبہ بندی کا حصہ ہیں۔ نائن الیون کے بعد عالم اسلام کے خلاف ٹوٹنے والی قیامت بھی اسی تسلسل کا حصہ ہے۔ دہشت گردی کے خلاف امریکی صدر کے منہ سے ''کروسیڈ'' کا لفظ ان کے عزائم کا آئینہ دار ہے۔ حالیہ شائع کردہ کارٹونوں کے ذریعہ مسلمانوں کے دلوں میں رحمت دو عالم ﷺ کی آبادمحبت' عقیدت' وارفتگی کو نہ ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس مکروہ کاوش کے ذریعہ اسلام سے وابستگی کو کمزور کیا جاسکتا ہے۔

یورپ وامریکہ دوہری ذہنی کشمکش کا شکار ہیں۔ تمام تر وسائل استعمال کرنے کے باوجود اور جنگی ہتھیار و اسلحہ جھونک دینے کے باوجود روح جہاد کا جذبہ نہ سرد ہوا ہے اور نہ ہی اس عقیدہ کا بانکپن ماند پڑا ہے۔ یورپی دانشور اور امریکی ناخدا آج اسی پریشانی کا شکار ہیں۔ جس کا شکار تاج برطانیہ ہوا تھا۔ جب انہوں نے ایسٹ انڈیا کمپنی کے روپ میں ہندوستان پر قبضہ کیا تھا۔ W.W.Hunter ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی مرتبہ رپورٹ کا ایک ایک حرف ان کے ذہنوں پر ہتھوڑے چلا کر انہیں آج بھی احساس دلا رہا ہے کہ جب تک عقیدہ جہاد اور اس کی روح اور جذبہ مسلمانوں میں موجود ہے انہیں جسمانی طور پر تو غلام بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن ذہنی طور پر غلام نہیں بنایا جاسکتا۔ روح جہاد نے یورپ وامریکہ کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ اسی باعث تو دشمنان اسلام اسامہ کی تصویریں ٹائلٹ ٹشو پیپروں پر چھاپ کر دلی نفرت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

یورپ کی یہ عادت رہی ہے کہ وہ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے حوالے سے توہین آمیز تحریریں اور تصویریں شائع کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا اندازہ لگاتے رہتے ہیں۔ لیکن ان کے ہاتھ مسلمانوں کی نبضوں کی حرارت سے ہمیشہ مایوس رہتے ہیں۔ مسلمان بے راہ روی اور گمراہی کے باوجود عشق رسالت مآب ﷺ سے کبھی غافل نہیں رہے۔ ایک سوچی سمجھی عالمی سازش کے ذریعہ مسلمانوں کے گھروں میں فحاشی' عریانی' اور دین سے دوری کا سیلاب بھیجا جارہا ہے۔ حالیہ کارٹونوں کی اشاعت بھی مسلمانوں کی دینی غیرت' مذہبی حمیت' نبی آخرالزماں ﷺ کی محبت کے ٹسٹ کے طور پر کی گئی ہے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی ازلی و ابدی محبت و عقیدت مسلمانوں کے وجود کا حصہ ہے۔ گناہ گار اور سیاہ کار ہونے کے باوجود یہ پاکیزہ محبت مسلمانوں کے جسموں میں دوڑنے والے خون کے ساتھ شامل ہے:

در دل مسلم مقام محمد است

آبروئے ماز نام محمد است

حرمت شان رسالت ﷺ پر دردمندانہ معروضات!

ادارہ

غیرت ایمانی کا تقاضا

اللہ رب العزت ولجلال کے وجود اور وحدانیت پر ایمان لانے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کی نبوت ورسالت‘ آپ ﷺ کی ختم نبوت اور ساری کائنات پر آپ ﷺ کی افضلیت پر دل سے اعتقاد رکھنا اور زبان سے اس کو تسلیم کرنا اور جناب نبی اکرم ﷺ کی ذات بابرکات اور آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی عزت وناموس کو اپنی‘ اپنے خاندان‘ بیوی بچوں اور اپنے کاروبار سے زیادہ محبوب رکھنا اور اس کے تحفظ کو اپنے جملہ متعلقات کے تحفظ سے زیادہ عزیز رکھنا اہل اسلام کے عقائد ونظریات کی بنیاد ہے:

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

یہ دعویٰ کوئی جذباتی‘ مذہبی جنون‘ انتہا پسندی اور شدت پسندی پر مبنی فکر کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ خالق کائنات‘ خدائے واحد وقہار رب العالمین اور قادر مطلق احکم الحاکمین کا اپنی معزز ومکرم کتاب میں صریح اعلان ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ’’پیغمبر (ﷺ) مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔‘‘ (الاحزاب آیت:۶)

نیز دوسرے مقام پر حکم ربانی ہے کہ:

۱...... ’’اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو (اپنا) رفیق مت بناؤ۔ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں۔‘‘

۲...... ’’(اے محمد ﷺ) آپ (ان سے) کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن (میں رہنے) کو تم پسند کرتے ہو (اگر یہ چیزیں) تم کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیاری ہوں تو تم منتظر رہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو ان کے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔‘‘ (التوبہ آیت ۲۳‘۲۴)

حدیث شریف میں ارشاد ہے۔ ترجمہ: ’’تم میں سے کوئی جب تک پورا ایمان والا نہیں بن سکتا جب تک وہ

مجھ کو اپنے والدین' اپنی اولاد اور تمام انسانیت سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

آج دنیا بھر میں کفریہ طاقتوں' یہود ونصاریٰ کی طرف سے جو کچھ تحقیر آمیز اور توہین انگیز عمل اور سرور کائنات جناب رسالت مآب ﷺ کی شان اقدس میں تضحیک آمیز رویہ سامنے آرہا ہے۔ وہ پوری امت مسلمہ کے لئے لمحہ فکریہ بھی ہے اور اہل ایمان کے ایمان اور مذہب سے وابستگی کا امتحان بھی۔

اعدائے اسلام اور دشمنان دین کی ناپاک جسارت اور اس کی قولاً وعملاً حمایت ومعاونت بلاشبہ ان کی اسلام دشمنی اور سازشی ذہنیت کی عکاس ہے۔ لیکن ان کی اس جسارت کو اگر ہم اپنی ہی غفلت' اپنی کوتاہی' ایمانی کمزوری اور اپنے ہی ہاتھوں کی کمائی سے تعبیر کریں تو ہمیں اس تلخ حقیقت کو تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

یہود ونصاریٰ کی ہر تمنا اور ہر مراد کو پورا کرنا جب ہمارا انفرادی واجتماعی نصب العین بن جائے' اعداء اسلام کی معاشرت وطور طریق اختیار کرنا ہمارے لئے باعث فخر بن جائے' اپنے ہی دشمنوں کی خوشنودی وچاہت ہمارا منتہائے نظر وفکر بن جائے' وارثین نبوت اہل علم کی تضحیک وتحقیر ہماری مجالس کی روح وجان بن جائے' امت کا غم ودرد ہمہ وقت اپنے سینہ میں رکھنے والے محبوب نبی کی سنتوں پر عمل کرنا ہمارے یہاں فرسودگی وپسماندگی کی علامت بن جائے' قرآن وسنت کی تعلیم جرم اور عورتوں ومردوں کا اختلاط اور شعائر دین کی پامالی ہماری قومی ترقی بن جائے' اپنے ہی مذہبی بھائیوں کے خلاف دشمنان اسلام کی ظالمانہ کارروائیوں میں مدد کرنا ہماری روشن خیالی اور ہمت وبہادری کا ثبوت بن جائے' صحیح اور بے ضرر اسلامی ریاست کو منہدم کرانے کا بدنما داغ ہمارے چہرے کی زینت ورونق بن جائے' صحیح طرح سے اسلامی زندگی گزارنا مشکل اور جدید اسلام کے نعرے لگانا ہمارا منشور ومقصود بن جائے اور مذہب کو نمبر دو اور ملکی شناخت کو نمبر ایک قرار دینا ہمارا قومی نشان بن جائے تو اس طرح کے حملے اور امت مسلمہ کے جذبات سے کھیلنے کے یہ ہتھکنڈے اغیار کی طرف سے کچھ مستبعد نہیں ہوتے' بلکہ ایسے حملے یہ لوگ اپنا قانونی حق اور فریضہ سمجھتے ہیں۔

لیکن صبح کا بھولا شام کو لوٹ آئے تو بھولا ہوا نہیں کہلاتا۔ لہٰذا اب بھی اگر امت مسلمہ اپنی سوئی ہوئی غیرت وحمیت کو جگا لے اپنے ضمیر کو جھنجوڑ ڈالے اور جس طرح پورا کفر اسلام کے مقابلے میں متحد ومتفق ہوا ہے۔ اسی طرح کفر کے مقابلہ میں امت مسلمہ بھی ایک جان ہو کر سیسہ پلائی دیوار بن جائے تو خدا کی قسم اللہ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی۔ کفر ٹوٹے گا اور اہل کفر پاش پاش ہوجائیں گے۔

ظاہر ہے کہ موجودہ حالت میں ہر شخص غازی علم الدین نہیں بن سکتا۔ لیکن جو کچھ ان وقتوں میں ہو رہا ہے اور جو کچھ دیکھنے اور سننے میں آرہا ہے کہ ایسے وقت میں ہر شخص پر جو اسلام کا دعویدار ہے اور اسلام ہی کی حالت میں مرنے کا متمنی ہے۔ یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ناموس رسالت کی خاطر اپنا ایمان بچانے کے لئے ان دشمنان دین کے خلاف

حسب حیثیت جہاد کرے اور اپنے دل میں ان سے اور جملہ یہود ونصاریٰ سے بغض وعداوت اور نفرت کو یقینی طور پر راسخ کرے اور اس بغض ونفرت کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھے:

رسول اللہ ﷺ کی عزت کی خاطر اہل ایماں کو
کفن پہنے ہوئے میدان میں آنا بھی آتا ہے

یہ بات مسلم ہے کہ ہر شخص تلوار اور کلاشنکوف لے کر میدان عمل میں نہیں آ سکتا۔ ہر شخص سڑکوں پر آ کر احتجاج ریکارڈ نہیں کرا سکتا۔ لیکن ہر مسلم جو روزانہ پنج وقتہ نماز کی ادائیگی کا پابند ہے اور ہر نماز کے بعد قبولیت دعا کے دیگر مواقع میں گستاخی کا ارتکاب کرنے والوں اور ان کے ساتھ تعاون کا یقین دلانے والوں اور ان کے لئے دل میں نرم گوشہ اور ہمدردی رکھنے والوں کے خلاف بارگاہ رب العزت میں بددعا کر کے اللہ ذوالجلال کے رجسٹر میں اس کے دشمنان کے مخالفین کی فہرست میں اپنا نام ضرور لکھوا سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ان ممالک کی کہ جن کو ہمارے پیارے اور محبوب بلکہ خالق ومالک کائنات کے محبوب کی شان میں گستاخی کی جرأت ہوئی اور ان ممالک کی جنہوں نے دیدہ دلیری سے ان بدمعاشوں اور گستاخوں کی حمایت کی ان سب کی تمام مصنوعات خواہ وہ براہ راست تیار شدہ درآمد کی جاتی ہوں یا صرف ان کی رائلٹی ان ملعون یہود وہنود ونصاریٰ کو جاتی ہو مکمل احتراز واجتناب کر کے بھی ہر صاحب اسلام ناموس رسالت ﷺ کے مخالفین میں شامل ہو سکتا ہے۔

کیا ہم اپنے پیغمبر ﷺ کی خاطر کہ جس نے دنیا کی تمام راحتوں اور آسائشوں کے سامان کو صرف یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ روز محشر اس کے عوض اپنی امت کی مغفرت کراؤں گا۔ ان کے دشمنوں اور گستاخوں کو اپنا روپیہ پیسہ دینا بند کر دیں تو بھی ہم سرور دو عالم ﷺ کے ادنیٰ حق کو ادا کر سکتے ہیں۔

امت مسلمہ کے افراد محمد رسول اللہ ﷺ جیسے پاکیزہ رہبر ومقتدا کی محبت اور ناموس کے تحفظ کی خاطر کہ جن کو ان کا رب ولسوف یعطیك ربك فترضی! کے اعزاز سے نوازے اور وہ بھی اپنے رب سے ناز میں آ کر یہ کہے میں تب تک راضی نہ ہوں گا جب تک میری امت کا ہر فرد جنت میں نہیں جائے گا۔ کیا ایسے راہبر ومقتدا کی محبت اور ناموس کے تحفظ کی خاطر کتے اور خنزیر کھانے والے منحوسوں اور خنزیر صفت ملعونوں کی بنائی ہوئی چیزیں بھی نہیں چھوڑ سکتے۔

برادران اسلام! ہم ان اقوام کی مصنوعات ترک کر کے کسی نقصان اور گھاٹے میں نہیں جائیں گے بلکہ کم از کم ان کے ہاتھ مضبوط کرنے والوں کی فہرست سے نکل جائیں گے۔ ذرا سوچئے کہ جس نبی کی دنیا وآخرت کی فکر امتی امتی تھی، کیا اس کی خاطر ہم اتنا بھی نہیں کر سکتے؟۔ کیا ہم ان کے لئے اپنا تعیش اور منہ کا چٹخارا اور زبان کا وقتی اور عارضی ذائقہ قربان نہیں کر سکتے؟۔

اگر روز محشر زبان رسالت ﷺ سے یہ سوال ہو جائے کہ تمہارے جسموں میں روح اور حیات ہوتے ہوئے میرے اوپر کیچڑ اچھالی گئی‘ میری عزت کو تار تار کرنے کی کوشش کی گئی‘ میری ناموس کو داغدار بنانے کی ناپاک جسارت کی گئی اور تم میرے دشمنوں سے انتقام لینے کی بجائے خاموش تماشائی بنے رہے‘ ان کے ہاتھ توڑنے کی بجائے مزید مضبوط کرتے رہے تو ہم آقا ﷺ کو کیا جواب دیں گے؟ کس زبان سے شفاعت کی درخواست کریں گے؟ کس منہ سے حوض کوثر کا جام پی سکیں گے؟

کیا اس وقت میں یا ہم اپنے کاروبار کے نقصان کا عذر کر سکیں گے؟ منہ کے ذائقے کی مجبوری بتا سکیں گے؟ کچھ نہ کر سکنے کا بہانہ کر سکیں گے؟ اپنی حکمت و مصلحت پسندی کو ڈھال بنا سکیں گے؟

لہٰذا امت مسلمہ کے افراد پر انفراداً و اجتماعاً لازم و ضروری ہے کہ ان یہود و نصاریٰ کی تمام مصنوعات سے مکمل احتراز کریں اور انفراداً و اجتماعاً معاشی بائیکاٹ کریں۔ اگر ہم سب ایسا کر لیتے ہیں تو انشاء اللہ العزیز! امید ہے کہ ہم اپنے ایمان کا تحفظ بھی کر سکیں گے اور اپنے رب کو راضی کر کے حضور نبی پاک ﷺ کے سامنے سرخرو بھی ہو سکیں گے۔

اگر ہم اعدائے اسلام اور دشمنان دین کے خلاف تلوار اٹھانے کا حکم خداوندی پورا نہیں کر سکتے تو کم از کم اتنا تو ہمارے بس میں ہے کہ دین و مذہب اور سرور دو عالم ﷺ کی ناموس پر حملہ کرنے کے لئے ان کے ہاتھ مضبوط نہ کریں۔ اگر اہل اسلام اور اسلام کے تحفظ کے لئے ہم کچھ نہ کر سکیں تو کم از کم اس کے خلاف دانستہ یا نادانستہ ہتھیار تو نہ بنیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین!

ناموس رسالت ﷺ کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ میں ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جناب حکیم عبدالواحد بروہی نے کی۔ اجلاس میں جنرل سیکرٹری جناب شیخ عبدالسمیع‘ جناب عبداللطیف شیخ‘ جناب ڈاکٹر عبدالرحمن‘ انجینئر جناب جاوید احمد‘ جناب حافظ عبدالصمد مدنی‘ حضرت مولانا فیاض احمد مدنی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ نے شرکت کی۔ شرکائے اجلاس نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ قادیانی ٹولہ ملک توڑنا چاہتے ہیں۔ لیکن یہ ان کی خام خیالی ہے۔ جب تک اس ملک میں ایک عاشق رسول ﷺ بھی زندہ ہے تو قادیانیوں کے ناپاک عزائم کو کسی صورت میں بھی پورا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ رحمت کائنات آقائے دو جہاں ﷺ کی تعلیمات کو عام کرو۔ اگر حکمرانوں نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ ایکٹ میں ترمیم کی تو بھرپور انداز میں احتجاج کیا جائے گا۔

اجلاس میں طے پایا کہ تین مارچ کا احتجاجی مظاہرہ اور ہڑتال جو کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے بسلسلہ تحفظ ناموس رسالت کا اعلان کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ! پورے حلقہ میں بھرپور طریقہ سے کامیاب بنانے کے لئے کارکنوں کو ہدایت جاری کر دی گئیں ہیں۔

خواب میں رحمت دو عالم ﷺ کی زیارت!

سیرت مقدسہ کا ایک اعجازی پہلو!

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینیؒ

آقائے دو جہاں سرور عالم ﷺ کے اوصاف مدائح اور صفات عالیہ اس قدر زیادہ ہیں اور حیرت انگیز ہیں کہ عقل انسانی کی وہاں تک رسائی ہی ناممکن ہے۔ بقول حکیم الامت حضرت تھانویؒ اور شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کہ: ''ہم بنی آدم تو آپ ﷺ کو صحیح طور پر پہچان بھی نہیں سکتے تو آپ ﷺ کے مقامات میں بحث کس طرح کر سکتے ہیں۔'' ان ہی اعجازی اور امتیازی صفات میں آپ ﷺ کے ایک اہم اعجازی وصف پر کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ کا عالم خواب میں تشریف لانا اور ارشاد فرمانا بالکل اسی طرح حقیقت ہوتا ہے جس طرح آپ ﷺ عالم بیداری میں کچھ فرمادیں۔''

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: ''من رانی فقد را حقاً فان الشیطان لا یتمثل بی۔'' ''ترجمہ:...... ''اس لئے کہ شیطان میری مثالی شکل بنانے پر قدرت نہیں رکھتا۔''

اسی کی تشریح میں قطب الارشاد حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا ہے کہ: ''شیطان کا بصورت فخر عالم علیہ السلام نہ ہوسکنا تو حدیث سے ہے۔ مگر حضرت شیخ کی صورت میں نہ ہوسکنا مشائخ کا قول ہے۔ حدیث سے اس کا ثبوت نہیں۔ مشائخ کا فرمانا ان کا اجتہاد ہے یا کیا ہے؟ بندہ کو معلوم نہیں۔ اگر ان کی تقلید سے اس مسئلہ کو قبول کرے کوئی اندیشہ نہیں۔'' (مکاتیب رشیدص ۵۷)

محی الدین ابن عربی نے اس بحث کا یوں تجزیہ کیا ہے کہ مرشد اگر صورت ہادی میں ہو تو شیطان اس شکل کو اختیار نہیں کرسکتا اور یہی درست ہے۔ (مقدمہ فصوص الحکم)

بہرکیف اس امر پر تو اتفاق ہے اور ہمارے اسلاف دیوبند کا اعتقاد ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ اس دنیاوی سفر کے بعد اور زیادہ مستحکم ہوگئی تو اب بیداری میں یا نیند میں جبکہ کسی انسان کی قسمت کا ستارہ چمکے اور وہ سید دو عالم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوجائے تو اس کو یقین کرلینا چاہئے کہ جلوہ افروز ہونے والے خود جناب رسول اللہ ﷺ تھے اور جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ بھی درست اور حرف بحرف صحیح ہے۔ اس پر چند شواہد پیش کئے جاتے ہیں۔

۱...... نویں صدی کے مجدد حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ ان کے پاس ایک فریادی آیا اور اس نے درخواست کی کہ آپ سلطان قاتیبائی خان کے پاس میری سفارش کریں۔ آپ نے اس کو جواب میں

لکھا کہ: ''اے میری بھائی! میں پچھتر دفعہ سید دو عالم ﷺ کی زیارت سے جاگے اور نیند کی حالت میں بھی مشرف ہو چکا ہوں۔ آپ سے بعض احادیث کی صحت کے متعلق پوچھ چکا ہوں۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ اگر میں آپ کے سلطان کے پاس سفارشی ہو کر چلا جاؤں تو اس سے ہو سکتا ہے کہ زیارت پھر مجھے نصیب نہ ہو۔ میں اس شرف اور بزرگی کو جو زیارت سید دو عالم ﷺ سے مجھ کو حاصل ہے اس شرف سلطانی پر ترجیح دیتا ہوں۔'' (سعادت الدارین ص۴۳۷)

۲...... رئیس المورخین فی الہند حضرت علامہ شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ: ''حضرت امام اشعریؒ کا پہلا مسلک معتزلہ تھا۔ آپ کو تین دفعہ خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضرت امام اشعریؒ کو فرمایا اے ابوالحسن! میری احادیث کی تائید کیا کرو۔ اس لئے کہ وہ صحیح ہیں۔ چنانچہ ابوالحسن اشعریؒ نے احادیث کا مطالعہ شروع کر دیا اور بالآخر اعتزال سے تائب ہو کر اہل السنۃ کا مسلک اختیار فرمایا۔ (الغزالی ص۸۲)

اس واقعہ کو مشہور مورخ او مصنف میکڈانلڈ نے بھی اسپلیا کی کتاب Religisus Attitu Proud life in Islam سے نقل کیا ہے۔

احیاء العلوم حضرت امام غزالیؒ کے مخالف کو خواب میں تعزیر

۳...... ایک شخص قطب شاذلی مشہور بزرگ جو کہ حضرت امام غزالیؒ کے ہمعصر تھے اور حضرت امام صاحب کے ساتھ ان کی رقابت تھی۔ ایک دن وہ ''احیاء العلوم'' کو لے کر بازار میں تشریف لائے اور عام لوگوں سے کہا کہ میں احیاء العلوم کو بہتر کتاب نہ سمجھتا تھا اور نہ ہی اس کے مصنف کو عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ آج رات کو سردار دو عالم ﷺ کے حضور میں حضرت امام غزالیؒ نے مجھ کو پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ نے اس توہین اور قذف کے بدلے میں مجھ کو تعزیر دی اور مجھے کوڑوں سے پیٹا۔ یہ میرے بدن پر انہی کوڑوں کے نشانات موجود ہیں۔ چنانچہ سب حاضرین نے ان کو ملاحظہ کیا۔ (کتاب البشریٰ اور الغزالی ص۸۲)

۴...... جناب سلطان نورالدین زنگیؒ کے زمانہ کا واقعہ تواتر تک پہنچ چکا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ان کو خواب میں ان دو فرانسیسی بدبختوں کی شکلیں بھی دکھا دیں جنہوں نے آرام گاہ حضرت سید دو عالم ﷺ میں نقب لگائی تھی اور ان کا یہ خیال تھا کہ وہ اس تقدس کے لبادہ میں وجود اطہر (روحی فداہ) کو نکال لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ مگر حضور نبی کریم ﷺ نے سلطان وقت کو خبردار کر کے ان کو عالم تکوین میں بھی ذلیل اور رسوا کر کے واصل جہنم کر دیا۔

سلطان نو الدین زنگیؒ کو خواب میں زیارت

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے اپنی کتاب فضائل حج میں اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان فرمائی ہے کہ:

''سلطان نورالدین زندگیؒ عادل بادشاہ، متقی، صاحب اوراد و وظائف تھے۔ رات کا بہت سا حصہ تہجد

وظائف میں خرچ ہوتا تھا۔ ۵۵۷ء میں ایک شب تہجد کے بعد سوئے تو حضور اقدس ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضور اقدس ﷺ نے دو کیری آنکھوں والے آدمیوں کی طرف اشارہ فرما کر سلطان سے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں سے میری حفاظت کرو۔ سلطان کی گھبراہٹ سے آنکھ کھلی۔ فوراً اٹھ کر وضو کیا اور نوافل پڑھ کر دوبارہ لیٹے تو معاً آنکھ لگی اور یہی خواب بعینہ دوبارہ نظر آیا۔ پھر جاگے اور وضو کر کے نوافل پڑھیں۔ پھر لیٹے اور آنکھ لگنے پر تیسری مرتبہ پھر یہی خواب نظر آیا تو اٹھ کر کہنے لگے کہ اب نیند کی کوئی گنجائش نہیں۔

فوراً رات ہی کو اپنے وزیر کو جو کہ ایک صالح نیک آدمی تھے جن کا نام جمال الدین بتایا جاتا ہے اور اس نام میں اختلاف بھی ہے۔ بلایا اور سارا قصہ سنایا وزیر نے کہا اب دیر کی کیا گنجائش ہے۔ فوراً مدینہ طیبہ چلئے اور اس خواب کا تذکرہ کسی سے نہ کیجئے۔ بادشاہ نے فوراً رات ہی کو تیاری کی اور وزیر اور ۲۰ نفر مخصوص خدام کو ساتھ لے کر تیز رو اونٹنیوں پر بہت سا سامان اور مال متاع لدوا کر مدینہ طیبہ کو روانہ ہو گئے اور دن رات چل کر سولہویں دن مصر سے مدینہ طیبہ پہنچے۔ مدینہ طیبہ سے باہر غسل کیا اور نہایت ادب و احترام سے مسجد شریف میں حاضر ہوئے اور روضہ جنت میں دو رکعت نفل پڑھی اور نہایت متفکر بیٹھے سوچتے رہے کہ کیا کریں۔ وزیر نے اعلان کیا کہ بادشاہ زیارت کے لئے تشریف لائے ہیں اور اہل مدینہ پر بخشش اور اموال بھی تقسیم ہوں گے اور بہت بڑی دعوت کا انتظام کیا جس میں سارے اہل مدینہ کو مدعو کیا۔ بادشاہ عطا کے وقت بہت گہری نظروں سے لوگوں کو دیکھتے رہے۔ سب اہل مدینہ یکے بعد دیگرے آ کر عطائیں لے کے چلے گئے۔ مگر وہ دو شخص جو خواب میں دیکھے تھے نظر نہ آئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ کوئی اور باقی رہا ہو تو اس کو بھی بلا لیا جائے۔ معلوم ہوا کہ کوئی باقی نہیں رہا۔

بہت غور و خوض اور بار بار کہنے پر لوگوں نے کہا کہ دو نیک مرد متقی پرہیزگار مغربی بزرگ ہیں۔ وہ کسی کی کوئی چیز نہیں لیتے۔ خود بہت کچھ صدقات' خیرات اہل مدینہ پر کرتے ہیں۔ سب سے یکسو رہتے ہیں۔ گوشہ نشین آدمی ہیں۔ بادشاہ نے ان کو بھی بلوالیا اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی وہ دونوں ہیں جو خواب میں دکھائے گئے تھے۔ بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو۔ کہنے لگے کہ مغرب کے رہنے والے ہیں۔ حج کے لئے حاضر ہوئے تھے۔ حج سے فراغت پر زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور حضور کے پڑوس میں پڑے رہنے کی تمنا ہوئی تو یہاں قیام کر لیا۔ بادشاہ نے کہا کہ صحیح صحیح بتا دو۔ انہوں نے جو پہلے کہا تھا اسی پر اصرار کیا۔ بادشاہ نے ان کی قیام گاہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ روضہ اقدس کے قریب ہی ایک رباط میں قیام ہے۔ بادشاہ نے ان کو تو وہیں روک کے رکھنے کا حکم دیا اور خود ان کی قیام گاہ پر گیا۔ وہاں جا کر بہت تجسس کیا۔ وہاں مال متاع تو بہت سا ملا اور کتابیں وغیرہ رکھی ہوئی ملیں۔ لیکن ایسی چیز نہ ملی جس سے خواب کے مضمون کی تائید ہوتی۔ بادشاہ بہت پریشان اور متفکر تھا۔

اہل مدینہ بہت کثرت سے سفارش کے لئے حاضر ہو رہے تھے کہ یہ نیک بزرگ دن بھر روزہ رکھتے ہیں۔

ہر نماز روضہ شریفہ میں پڑھتے ہیں۔ روزانہ بقیع کی زیارت کرتے ہیں۔ ہر شنبہ کو قبا جاتے ہیں۔ کسی سائل کو رد نہیں کرتے۔ اس قحط کے سال میں اہل مدینہ کے ساتھ انتہائی ہمدردی اور غمگساری انہوں نے کی ہے۔

بادشاہ حالات سن کر تعجب کرتے تھے اور ادھر ادھر متفکر پھر رہے تھے۔ دفعتاً بادشاہ کے دل میں خیال آیا کہ ان کے مصلے کو جو ایک بوریے پر بچھا ہوا تھا اٹھا کر دیکھا جائے۔ جب دیکھا تو اس کے نیچے ایک پتھر بچھا ہوا تھا۔ اس کو اٹھایا تو اس کے نیچے سے ایک سرنگ نکلی جو بہت گہری کھودی گئی تھی اور بہت دور تک چلی گئی تھی۔ حتیٰ کہ قبر اطہر کے قریب تک پہنچ گئی تھی۔ یہ دیکھ کر سب دنگ رہ گئے۔ بادشاہ نے غصہ میں کانپتے ہوئے ان کو پیٹنا شروع کیا کہ صحیح صحیح واقعہ بتاؤ۔ انہوں نے بتایا کہ وہ دونوں نصرانی ہیں اور عیسائی بادشاہوں نے بہت سا مال ان کو دیا ہے اور بہت زیادہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ حاجیوں کی صورت بنا کر آئے ہیں۔ تاکہ قبر مطہر سے حضور اقدس ﷺ کے جسد اطہر کو لے جائیں۔ وہ دونوں رات کو اس جگہ کو کھودا کرتے اور جو مٹی نکلتی اس کو چمڑہ کی دو مشکیں ان کے پاس مغربی شکل کی تھیں۔ ان میں بھر کر رات ہی کو بقیع میں ڈال آیا کرتے تھے۔

بادشاہ اس بات پر کہ اللہ جل شانہ نے اور اس کے پاک رسول ﷺ نے اس خدمت کے لئے ان کو منتخب کیا۔ بہت روئے اور دونوں کو قتل کرایا اور حجرہ شریفہ کے گرداتنی گہری خندق کھدوائی کہ پانی تک پہنچ گئی اور اس میں رانگ سیسہ پگھلا کر بھروایا کہ جسد اطہر تک کسی کی رسائی نہ ہو سکے۔''

حضرت احمد شاہ درانی کو زیارت

۵...... مورخ اسلام اکبر شاہ نجیب آبادی نے اس کو بیان کیا کہ احمد شاہ درانی محو خواب تھا کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جنڈیالہ متصل امرتسر میں موحدوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ تم اٹھو اور اسی وقت ان کی مدافعت کے لئے رخت سفر باندھو۔ چنانچہ احمد شاہ اسی وقت صرف ۳۰ سوار ساتھ لے کر چل پڑا اور اپنے سپہ سالار کو اپنے تک پہنچنے کی ہدایت دے آیا۔ جنڈیالہ کے قریب وہ پہنچا تو ادھر ظالم سکھ اس محاصرہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور وہ محصور بامن وامان باہر نکل کر دربار احمد شاہ میں حاضر ہوئے۔ احمد شاہ نے ان کو وہ سارا واقعہ سنایا جس کو سن کر ان کے حسن عقیدت میں اور اضافہ ہو گیا۔

جہانگیر شہنشاہ ہند کو زجر و توبیخ

۶...... مولانا محمد میاں ناظم جمعیت علمائے ہند شاندار ماضی کے حصہ اول میں رقمطراز ہیں کہ جب جہانگیر شہنشاہ ہند نے حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کو قید کر دیا تو ایک دن خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑے مجمع میں سردار دو عالم ﷺ نور افروز ہیں اور لوگ قدم بوسی سے شرف حاصل کر رہے ہیں۔ جہانگیر بھی بہ تقاضائے سلام آگے بڑھا۔ مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے جہانگیر! تو نے ایک بہت بڑے شخص کو قید و بند

میں مبتلا کر رکھا ہے۔ چنانچہ اسی وقت بیدار ہوتے ہی جہانگیر گوالیار پہنچا۔ جہاں حضرت قید تھے۔ آپ کو قید سے آزاد کر دیا اور خود آپ کا روحانی اور ذہنی اسیر بن کر مرید ہوا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو خواب میں دیدار

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز حج کو تشریف لے جاتے ہوئے سورت کے قریب ...... ایک جگہ فروکش ہوئے۔ اس آرام کی صحبت میں وہاں کے ایک غیر شرع فقیر ملے جو اس علاقہ میں مرجع العلوام بنا ہوا تھا۔ آپ جب وہاں گئے تو دیکھا کہ وہاں بھنگ کا دور چل رہا ہے۔ جب وہ پیالہ آپ تک آیا تو اس فقیر نے یہ کہا ''عبدالحق پی لے'' آپ نے انکار تو کر دیا مگر ساتھ ہی بڑے متحیر ہوئے کہ میں اتنی دور دراز سے آیا۔ یہاں میرا کوئی شناسا اور واقف نہیں۔ اس فقیر نے مجھ کو کس طرح پہچان کر میرا نام لے لیا۔ مگر ساتھ ہی آپ نے شریعت کے حکم اتباع کرتے ہوئے ہاتھ تک نہ لگایا۔ رات خواب میں دیکھا کہ ایک چار دیواری میں رسول اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں اور وہی ملنگ دربانی کر رہا ہے۔ جب یہ ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو اس نے آپ کو اندر جانے نہ دیا۔ صبح پھر اس کی مجلس میں آئے۔ پھر وہی سوال و جواب ہوئے اور رات کو یہی ماجرا نظر آیا۔ آخر تیسرے دن پھر یہی بات ہوئی تو آپ نے خواب ہی کی حالت میں فریاد کرتے ہوئے دربار نبوت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آج کئی دنوں سے حاضر ہو رہا ہوں۔ مگر یہ فقیر غیر متشرع مجھ کو اندر آنے سے روک رہا ہے۔ اندر سے آواز آئی کہ: ''او کتے ہٹ جا! اور عبدالحق کو آندر آنے دے۔'' چنانچہ وہ ہٹ گیا اور آپ دربار انوار میں تشریف لے گئے۔ صبح جب پھر اسی فقیر کے حلقہ میں گئے تو دیکھا کہ سناٹا چھایا ہوا ہے اور فقیر ملنگ باہر بیٹھے ہوئے ہیں مگر وہ خود موجود نہیں۔ شاہ صاحب نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے پیر صاحب ابھی تک باہر نہیں آئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ اندر سے کوئی اور بھی نکلا ہے یا کہ نہیں تو انہوں نے کہا کہ تھوڑی دیر ہوئی اندر سے ایک کالا کتا نکلا ہے۔ شاہ صاحبؒ نے فرمایا بس وہی تمہارا پیر تھا۔ جس کی شکل مسخ ہو کر کتے کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ جب لوگوں نے اندر جا کر دیکھا تو حجرہ خالی تھا۔

قادیانی کا قبول اسلام!

دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر میں حضرت مولانا غلام مصطفیٰ مبلغ حلقہ چناب نگر کے ہاتھ پر راجپوت قوم کے فضل میراں نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد فضل میراں نے کہا کہ میں نے بغیر کسی جبر کے اسلام قبول کیا ہے اور میں قادیانیت کو جھوٹا، لعنتی اور چندے وصول کرنے والا مذہب کہتا ہوں۔ اس موقع پر مولانا نے نومسلم کو مبارکباد پیش کی اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔ اللہ رب العزت نومسلم کو دین اسلام پر استقامت عطا فرمائیں اور اسے دین حق پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

انا بفراقك یاشیخ المدنی لمحزونون!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے جانشین' عرب وعجم کے علماء کے سرتاج' رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے رکن' ازہرالہند دارالعلوم دیوبند کی شوریٰ کے رکن رکین' عالم اسلام کی ممتاز دینی شخصیت' اسلامیان ہند کے بے تاج بادشاہ' بھارت کی قومی اسمبلی کے سابق رکن' بین الاقوامی سیاسی' سماجی' عوامی رہنما' جمعیت علمائے ہند کے صدر مرکزی' پیر طریقت امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ ۶ فروری ۲۰۰۶ء بروز پیر ۶ بجے شام نئی دہلی کے اپالو ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ کل من علیها فان ویبقیٰ وجه ربك ذوالجلال والاکرام ۰

انابفراقك یاشیخ المدنی لمحزونون!

حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ ۱۹۲۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ہاں حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ آپ کے والد گرامی جمعیت علمائے ہند کے امیر' تحریک آزادی وطن کے ممتاز رہنما' دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث اور ہندوپاک کے بہت بڑے شیخ طریقت تھے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے سلسلہ طریقت کے ممتاز پیر طریقت تھے۔ آپ کے ہندوپاک' بنگلہ دیش میں بیسیوں خلفاء تھے۔ آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلفاء' شاگردوں اور سیاسی رفقاء نے متفقہ طور پر حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کو آپ کا جانشین مقرر کیا۔ تقسیم ملک کے بعد بھارت میں رہ جانے والے کروڑوں مسلمان' لاکھوں علماء' ہزاروں مساجد و مدارس کا سہارا حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ تھے۔ ان کے وصال کے بعد ان سب کی نظر میں حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی طرف اٹھیں۔ یہ بہت بڑا امتحان اور چیلنج تھا جسے حضرت مولانا اسعد مدنیؒ نے قبول کیا۔ نبھایا اور خوب نبھایا۔ جمعیت علمائے ہند کے پلیٹ فارم سے وہ عظیم اور گراں قدر خدمات سرانجام دیں کہ بھارت کے تمام علماء نے آپ کو امیر الہند قرار دیا۔ آپ کے وصال کے وقت پچاس ہزار دینی مدارس' ادارے و انجمنیں پرائیویٹ سکول و کالج و مساجد آپ کی سرپرستی میں دینی و دنیاوی علوم کی ترویج' اشاعت اسلام کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

بھارت کے سکولوں و کالجوں میں جب سرکاری طور پر ہندی زبان میں تعلیم جاری ہوئی تو اسلامیان ہند کی تمام علاقائی زبانوں اور اردو کی تعلیم کو پرائیویٹ طور پر اسلامیان ہند کے مذہبی و علاقائی تشخص کو برقرار رکھنے کا آپ نے نظم قائم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامیان ہند کا ہر نوجوان اپنی علاقائی زبان اور اردو کا اسی طرح ماہر ہے جس طرح

ہندی زبان کا۔ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کا یہ کارنامہ اسلام اور اسلامیان ہند کی بقاء کا بہت بڑا ذریعہ قرار پایا۔ اس کے باعث آج بھارت کے مسلمانوں کی اکثریت دینی جذبہ عقیدہ و مذہبی پختگی میں کسی بھی ملک کے مسلمان سے کم نہیں۔

''سہوکار'' سودی کاروبار سے مسلمانوں کو ایک بار قرضہ دے کر ہمیشہ کے لئے سودی چکر میں ایسا پھنسا دیتے کہ نسلوں کا نکلنا دشوار بلکہ بسا اوقات ناممکن ہو جاتا۔ قرقی جائیداد تک معاملہ پہنچ جاتا۔ غریب مسلمان دربدر کی ٹھوکریں کھاتا۔ یہ صورت حال جمعیت علمائے ہند کے لئے بہت پریشان کن تھی۔ آپ نے ملک بھر کے علماء' مسلمان تاجر' سیاسی و مذہبی مسلم شخصیات کو جمع کر کے مشاورت کی۔ طے پایا کہ جن متمول مسلمانوں کے پاس فالتو جتنی رقم ہے وہ بجائے بینکوں کے جمعیت علمائے ہند کی قائم کردہ اسلامی بینک میں جمع کرائیں۔ متمول مسلمان سود لینے سے بچ جائے گا۔ امانت کھاتہ سے غریب مسلمانوں کو کاروبار کے لئے جائیداد یا زیورات رہن رکھوا کر بغیر سود کے قرضے ملے گا۔ جو قسطوں میں ادا کرنا ہوگا۔ بھارت کے ایک کونہ سے دوسرے کونہ تک' شہروں' قصبوں' دیہاتوں' قریہ قریہ طوفانی دورے کر کے حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے جگہ جگہ اس نظام کو چلانے کے لئے کمیٹیاں قائم کیں۔ جو علماء' آئمہ' تاجر اور مذہبی لوگوں پر مشتمل ہوتیں۔ اس اسلامی بینک کاری کے ذریعہ بلاسودی قرضہ کی سکیم ایسے کامیاب ہوئی کہ اربوں روپیہ اس میں جمع ہو کر کروڑوں مسلمانوں کے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کا ذریعہ بنا۔ نظام اتنا صاف ستھرا اور حساب اتنا عمدہ کہ اس سے کسی کی امانت رقم سے ایک پائی ضائع نہ ہوئی۔ نہ کسی مقروض نے ایک قسط شاٹ کی۔ جس آدمی کو جس وقت اپنی امانت کی واپسی کا تقاضا ہوا بغیر کسی رکاوٹ کے وہ مل گئی۔ لوگوں کا ایسا اعتماد قائم ہوا کہ پورا ملک عش عش کر اٹھا۔ اس پورے نظام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں شب و روز محنت' جانفشانی کے لئے اپنے آرام کو تج کرنا پڑا وہ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے کیا۔ لیکن اسلامیان وطن کو سود کی لعنت اور سہوکاروں کے چنگل سے نکال کر کامیابی کے ساحل پر اتارا۔

آپ تین بار بھارت کی قومی اسمبلی کے رکن بنے۔ بھارت کے مسلمانوں کے لئے مسلم پرسنل لاء منظور کرایا۔ جگہ جگہ ''مسلم پرسنل لاء بورڈ'' قائم کئے۔ یوں اسلامیان ہند کے مذہبی پرسنل حقوق کے تحفظ کا اہتمام کیا کہ اس پر آپ کو جتنا خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ آپ کی بالغ نظری کا اندازہ کیجئے کہ تمام بورڈوں میں مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کو نمائندگی دینے کی پالیسی اپنائی۔ تاکہ کہیں باہمی مسلمانوں کے فقہی اختلاف سے کوئی رخنہ نہ پڑ سکے۔ اس طرح عیدین' رمضان شریف کے لئے ہلال کمیٹیاں قائم کیں۔ غرض ایک سیکولر ملک میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے جہاں جس اقدام کی ضرورت تھی اسے احسن انداز میں پورا کر کے اسلامیان وطن کو احساس محرومی سے نجات دلا کر ایک آبرومند سوسائٹی کی طرح قومی دھارے میں لا کھڑا کیا۔ آپ کا ایک ایک کارنامہ آب زر سے لکھنے

کے قابل ہے اور یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔

بلاشبہ ہندوستان کی دیگر اقوام کی طرح مسلم قوم بھی آزادی وطن کی تحریک میں پیش پیش تھی۔ ہمارے ہاں آزادی وطن کے رہنماؤں کو سیاسی یا انتظامی اختلاف رائے کے باعث ملک بننے کے بعد مطعون کیا گیا۔ ان پر طعن وتشنیع کے تیر برسائے گئے۔ قدر کیا کرنی تھی انہیں نشانہ بنایا گیا۔ لیکن بھارت میں رہ جانے والے آزادی وطن کے ہیرو مسلم رہنماؤں نے ہند کی مسلمان قوم کو باعزت وباوقار مقام دلانے کے لئے بھرپور جدوجہد کی۔ آزادی وطن کی قربانی وایثار کے ثمرات کو بارآور بنانے کے لئے جہاں اور مسلمان رہنماؤں نے بھرپور محنت کی وہاں حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی خدمات بھی اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کو اللہ رب العزت نے دردمند دل نصیب کیا تھا۔ جہاں مسلمانوں کی جس پریشانی کو دیکھتے اسے حل کرانے کے لئے سینہ سپر ہو جاتے۔ ہمارے ملک میں شیعہ سنی یا دیگر لسانی وعمرانی پیچیدگیاں نت نئے فسادات کو جنم دیتی ہیں۔ مسلم اقلیت والے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کے مسائل اور زیادہ پیچیدہ ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ہند میں بھی ہندو مسلم فسادات ہوتے ہیں۔ ہوشربا ہوتے ہیں۔ وہاں کی اکثریت کے بعض جنونی رہنما مسلمانوں کو نشانہ بناتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کو ان فسادات سے بچانا یا فسادات کا شکار ہو جانے والے مسلمانوں کو سہارا دینا۔ ان علاقوں کا دورہ کر کے مسلمان قوم کو حوصلہ دینا آپ پر ختم تھا۔ ان فسادات کی بھٹی میں کود کر مسلمان قوم کو گرداب سے نکالنا اس کی سینکڑوں مثالیں ہیں۔ انہی عظیم خدمات کے باعث قوم کی آنکھوں کا آپ تارا تھے۔

مسلمان اکثریت تقسیم کے بعد پاکستان منتقل ہوئی۔ ہزاروں مساجد ومدارس مسلمانوں کے اس علاقہ میں نہ ہونے سے ویران ہوئے۔ بلاشبہ آج بھی بہت سی مساجد زبوں حال اور نوحہ کناں ہیں۔ مسلمانوں کو شدھی بنانے کے لئے تحریکوں پر تحریکیں اٹھائی گئیں۔ لیکن قریہ قریہ پھر کر مسلمانوں کو ارتداد سے بچانا بہت ساری مساجد کی حیثیت کو بحال کرنا' انہیں آباد کرنا اور اس کام کو تحریکی انداز میں آگے بڑھانا جمعیت علمائے ہند کا کارنامہ ہے اور اس ساری جدوجہد میں نمایاں مقام حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کو حاصل تھا۔

قادیانی تحریک کو انگریز نے ہندوستان میں جنم دیا۔ بلاشبہ مسلمان قوم کے لئے قادیانی فتنہ بہت بڑا فتنہ ہے۔ قادیانیوں کا قادیان بھارتی پنجاب ضلع گورداسپور میں واقع ہے۔ قادیانی قیادت نے پاکستان میں اپنا مرکز بنایا۔ چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی پاکستان میں وہی حیثیت ہے جو عرب مسلمانوں کے لئے اسرائیل کی۔ آج بھی اسرائیل ومرزائیل تعلقات مسلم دشمنی کے یک نکاتی ایجنڈا پر قائم ودائم ہیں۔ تقسیم سے قبل ہندوستان کے علماء ومشائخ اور تمام مکاتب فکر کی دینی قیادت نے انگریز کے عہد اقتدار میں انگریز اور اس کی معنوی اولاد قادیانیوں کے خلاف بند باندھا۔ قادیانی ارتدادی ٹولہ کے پاکستان میں مرکز قائم ہونے کے باعث ہندوستان میں قادیانی فتنہ کا وہ زور نہ رہا۔

بین الاقوامی حالات اور استعماری طاقتوں کے بل بوتے' ماضی قریب کی پچھلی دو دہائیوں میں استعماری وفرنگی ٹولہ قادیانیوں نے بھارت میں پر پرزے نکالے تو حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ اس محاذ پر بھی اکابر کی روایات کے امین بن کر میدان عمل میں آئے۔ بھارت میں دارالعلوم دیوبند کے زیر اہتمام کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت قائم کی۔ دارالعلوم میں مرکزی دفتر قائم کر دیا۔ اس کی باضابطہ تشکیل ہوئی۔ حضرت مولانا مرغوب الرحمن مہتمم دارالعلوم دیوبند' کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مقرر ہوئے۔ دارالعلوم کے استاذ الحدیث وناظم حضرت مولانا قاری سید محمد عثمان منصور پوری کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ قرار پائے۔ ہندوستان بھر میں جہاں جہاں قادیانی فتنہ نے سر اٹھایا وہاں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخیں قائم کیں۔ دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کے لئے تخصص فی الختم نبوت کا شعبہ قائم کیا۔ رد قادیانیت کے جگہ جگہ پندرہ روزہ' دس روزہ کیمپ لگا کر کورس رکھے۔ دیوبند اور دہلی میں مختلف سالوں میں عالمی سطح پر ختم نبوت کانفرنس کرائیں۔ رد قادیانیت پر مشتمل نئی و پرانی کتب کو چھاپ کر پورے ہندوستان میں قادیانی فتنہ کو ایسی نکیل ڈالی کہ قادیانیت کے مست ہاتھی کا دماغ ٹھکانے آ گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع ہونے والی کئی کتابیں بھارت میں شائع ہوئیں۔

آج گو حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ موجود نہیں۔ لیکن ان کا قائم کردہ نظم ہندوستان کے مسلمانوں کے ایمان کو بچانے کے لئے مضبوط فصیل کا کام دے رہا ہے۔

ہندوستان کا مسلمان بالخصوص گجرات کے مسلمان باہر کے ملکوں افریقہ' امریکہ' مغربی ممالک میں جا کر آباد ہوئے۔ ڈر تھا کہ یہ مسلمان وہاں جا کر اپنے مسلم تشخص سے محروم نہ ہو جائیں۔ حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ تبلیغی جماعت والے اور حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے ان ممالک پر نظر رکھی۔ سالانہ دورے کئے۔ ایک ایک دن میں بیسیوں شہروں کے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان و اسلام کے تشخص کو بچایا۔ ان کی رہنمائی کی۔ صرف برطانیہ کی مثال لیجئے کہ آج برطانیہ میں گجرات کے مسلمانوں کی ہر مسجد میں مکتب ہے۔ اپنے سکول و کالج ہیں۔ اپنے مدارس ہیں۔ اپنا نصاب ہے۔ گورنمنٹ کے نصاب کے ساتھ ساتھ حفظ و ناظرہ' انگریزی' اردو' گجراتی زبانوں میں دینی تعلیم کا نظام ہے۔ ہزاروں حافظ و حافظات سینکڑوں علماء و عالمات ہیں۔ برطانیہ میں پاکستانی کمیونٹی سے کہیں زیادہ ہندوستانی کمیونٹی کے اس دینی نظام تعلیم کو دیکھ کر حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ ایسی دینی قیادت کی بیدار مغزی کو سلام کئے بغیر چارہ نہیں۔ برطانیہ میں جمعیت علمائے برطانیہ ایک متحرک دینی طاقت ہے۔ ہر چند کہ اس میں پاکستانی علماء کی اکثریت ہے۔ ان کا کام بھی خاصہ محسوس کن ہے۔ وہاں بھارت و پاکستان سے تعلق رکھنے والی کمیونٹی دینی مسائل میں یک دل و جان ہے۔ لیکن اس امر کا اعتراف حقیقت کا اعتراف ہوگا کہ دینی مدارس و مساجد مکاتب کی اکثریت گجرات کے مسلمانوں کی ہے۔ اس میں حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی خدمات کا بہت بڑا حصہ ہے۔ امریکہ' افریقہ' ہر جگہ کو اس

پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ سال میں ایک بار یا دو سے چار ماہ تک حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ ان براعظموں کا دورہ رکھتے اور ایک طوفان کی طرح دن رات ایک کر کے پورے ملک کے کونہ کونہ میں پہنچتے۔ ایک دن میں کئی باضابطہ مرتب شدہ نقشے اور نظام کے تحت دورہ کرتے۔ آپ کے ان تبلیغی دوروں سے وہاں دین کی بہار کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ بیعت' ذکر' مراقبہ' بیان' مجلس' دعوت' ملاقات' ان مصروفیتوں کو دیکھ کر اندازہ کیا جانا مشکل نہ ہوگا کہ حضرت مولانا مرحوم ایک مرد آہن تھے۔ اگر کسی کے ہاں آدھ گھنٹہ وقت عنایت کیا تو اکتیس منٹ ہونے سے پہلے کھڑے ہو جاتے۔ چاہے میزبان جتنا چلائے۔ مگر آپ پروا نہ کرتے۔ اس کا فائدہ یہ ہوتا کہ تھوڑے وقت میں بہت سارے لوگوں کو فیضیاب کر دینے میں آسانی ہو جاتی۔

قادیانی لاٹ پادری مرزا طاہر آنجہانی نے ۱۹۸۴ء میں مجرمانہ فرار اختیار کر کے برطانیہ کو آماجگاہ بنایا۔ قادیانی گروہ کی مرکزیت چناب نگر سے برطانیہ تبدیلی ہوگئی۔ تب ۱۹۸۵ء میں برطانیہ میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی داغ بیل ڈالی گئی۔ پہلی کانفرنس سے گزشتہ سے پیوستہ سال کی کانفرنس تک برابر ہر کانفرنس میں آپ نہ صرف شریک رہے۔ بلکہ کانفرنس کے منتظمین کو اپنی دعاؤں اور سرپرستی سے سرفراز فرمایا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ حضرت قبلہ سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کا باہمی احترام کا رشتہ قابل رشک تھا۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں' خانقاہ سید احمد شہید لاہور میں پاکستان تشریف آوری کے موقعہ پر ضرور تشریف لاتے۔ ناممکن تھا کہ پاکستان تشریف لائیں اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان تشریف نہ لائیں۔ چناب نگر کی سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس پر تشریف لاتے۔ ایک بار جمعہ کی امامت بھی فرمائی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر کے لئے ایک بار عصر سے رات گئے تک ٹائم عنایت فرمایا۔ مغرب کے بعد جلسہ سے خطاب کیا۔ ملتان' بہاول پور' ڈیرہ غازی خان سے علماء' مندوبین اس کانفرنس میں آپ کا بیان سننے کے لئے تشریف لائے۔ سیرت النبی ﷺ پر خطاب فرمایا۔ آپ ﷺ کے بچپن سے وصال تک کے اہم اہم منتخب واقعات کو اس ترتیب وتسلسل سے بیان فرمایا کہ سماں بندھ گیا۔ اس موقعہ پر عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ دوران بیان بجلی چلی گئی۔ آپ کے بیان میں رکاوٹ' تسلسل میں کمی یا آواز میں کوئی اتار چڑھاؤ نہیں ہوا۔ تذکرہ بھی نہیں فرمایا کہ بجلی چلی گئی۔ جس طرح بیان ہو رہا تھا ہوتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد بجلی آگئی۔ تب بھی آنے کا تذکرہ نہیں کیا۔ کروٹ نہیں بدلی۔ اشارہ نہیں کیا۔ غرض بجلی کے آنے جانے کا ان پر مچھر کے برابر اثر نہیں ہوا۔ پاکستانی خطیب ہوتا تو آسمان سر پر اٹھا لیتا۔ کہرام قائم کر دیتا۔ منتظمین کو کوستا۔ مگر آپ اتنے پاورفل تھے کہ بجلی کا آنا جانا ذرہ برابر ان کی طبیعت پر اثر انداز نہ ہو سکا۔ ہزاروں کا اجتماع' لوگ مصافحہ کے لئے مصر ہوئے۔ معذرت کر کے وقت بچا لیا۔ بیسیوں شیوخ حدیث وعلماء

آپ سے بیعت ہونا چاہتے تھے۔ جلسہ کے بعد کھانا بھی تھا۔ بیعت کے لئے درخواست کی۔ فرمایا کہ پاکستان کے مشائخ سے بیعت ہوں۔ وقت نہیں۔ عرض کیا گیا کہ حضرت نسبت قائم ہو جائے گی۔ چونکہ اس دن کا آخری پروگرام تھا اور کہیں نہ جانا تھا۔ صرف آرام کرنا تھا۔ مان گئے۔ جس مہمان خانہ میں آپ قیام پذیر تھے وہاں کھانے کے لئے مہمان علماء جمع تھے۔ بیعت کرنے والوں کے لئے قطعاً گنجائش نہ تھی۔ ہم ابھی سوچ رہے تھے کہ کہاں بٹھائیں۔ دفتر کے کمرہ میں بلا تکلف فرش پر بیٹھ گئے۔ بیعت کے خواہش مند علماء و مشائخ سے کمرہ بھر گیا۔ دروازہ بند کرا دیا اور بیعت کے فوائد' ضرورت اور اہمیت پر گفتگو شروع ہوگئی۔ ہم نے اس فرصت سے فائدہ اٹھایا۔ دستر خوان لگایا۔ مہمانوں کی ترتیب قائم کی۔ برتن رکھے۔ کھانا رکھنا چاہتے تھے کہ آپ کے مسترشد حضرت مولانا مظہر شاہ اسعدی نے فرمایا کہ ابھی کھانا نہ رکھیں۔ بیعت پر پون گھنٹہ لگے گا۔ ہم پاکستان کی خانقاہوں کی بیعت کے طریقہ سے آشنا تھے کہ دس پندرہ منٹ میں یہ عمل مکمل ہو جاتا ہے۔ پون گھنٹہ کیسے؟۔ تب منکشف ہوا کہ ایک آدمی ہو یا ہزار۔ حضرت مولانا سید اسعد مدنی ؒ کم از کم پون گھنٹہ بیعت پر لگاتے ہیں۔ پہلے بیعت کے آداب' معمولات' وظائف و تلقین پر گفتگو کر کے پھر بیعت کرتے ہیں اور اس پر اتنا ٹائم لگ ہی جاتا ہے۔

آج معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک کی درخواست پر فوری بیعت کے لئے کیوں آمادہ نہیں ہوتے۔ بلکہ اکثر انکار فرما دیتے تھے۔ بیعت سے قبل اعلان فرماتے کہ اگر کوئی پہلے سے کسی شیخ سے بیعت ہے اور وہ شیخ زندہ ہیں تو وہ اپنے شیخ سے رابطہ رکھیں۔ غرض مریدوں کی بھیڑ کی بجائے جن کی بیعت کرتے۔ گویا ان کی اصلاح کی ذمہ داری قبول کرتے۔ اس احتیاط کے باوجود بلا مبالغہ لاکھوں افراد ہوں گے جو اقصائے عالم میں آپ سے بیعت ہوں گے۔ آپ سے خانقاہی آبرو وابستہ تھی۔ ورنہ نمائشی لوگ تو ہر بیان کے بعد اعلان کرتے اور کراتے ہیں کہ بیعت کرنے والے آگے آجائیں۔ کوئی نہ آئے تو پہلے سے بیعت شدہ مرید کو بٹھا کر عمل شروع کر دیتے ہیں کہ دیکھا دیکھی کوئی اور شاید عمل میں شامل ہو جائے۔ دیکھئے اصل و نقل میں کس طرح زمین و آسمان کا فرق موجود ہے۔

اسی سفر میں عصر کے بعد علماء کے ساتھ چائے پر آپ کی ملاقات کے لئے لائبریری میں اہتمام کیا گیا۔ بیٹھتے ہی فرمایا کہ مولانا! عیسائیت ورد عیسائیت کی لائبریری میں موجود کتب کی فہرست لائیں۔ دونوں رجسٹر سامنے رکھے۔ ان پر نظر ڈالی اور فرمایا کہ ان کی فوٹو کاپی چاہئے۔ عرض کیا بھجوا دیں گے۔ خیال کیا کہ کئی صفحات کا بنڈل آپ کے لئے زحمت کا باعث نہ ہو۔ فوراً فرمایا کہ ابھی دینے کیا اشکال ہے؟۔ عرض کیا کہ ابھی پیش کرتے ہیں۔ فوٹو کرانے کے لئے ساتھی کو بھیجا تو مسکرائے اور فرمایا کہ دارالعلوم دیوبند میں جہاں ردقادیانیت پر سپلائزیشن کرائی جاتی ہے اب این جی اوز کی آڑ میں مسیحی مشنریاں بھارت میں بھی سرگرم عمل ہوگئی ہیں۔ ردعیسائیت پر بھی علماء کی تیاری کے لئے شعبہ قائم کئے جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ دارالعلوم کے حضرات کو پاکستان میں ردعیسائیت پر چھپنی والی کتب کی فہرست درکار تھی تو دفتر

ختم نبوت ملتان سے فہرست لانے کا ان حضرات نے فرمایا تھا۔ تاکہ اس فہرست کا دارالعلوم کی فہرست سے موازنہ کر کے جو کتب موجود نہ ہوں ان کو منگوانے کا اہتمام کیا جاسکے۔ اس لئے اس فہرست کو لے جانا ضروری ہے۔ فرمایا کہ ہر بات کو سمجھانے کے لئے اتنی وضاحت کرنی پڑے تو پھر میں کام کر پایا؟۔ عرض کی کہ آپ کی اتنی وضاحت سے تو ہمارے لئے خوش کن انکشاف اور نئی خبر مل گئی۔ مسکرائے کہ بس اپنا دل خوش کرتے رہو کام نہ کرنا۔ کیا پاکستان کے کسی جامعہ میں ردعیسائیت پر سپلائزیشن ہوتی ہے؟۔ ہماری خاموشی پر فرمایا کہ سمجھ گیا۔ باتیں کرنے اور کام کرنے میں بہت فرق ہے۔ اسی اثناء میں فرمایا کہ مجلس کی ردقادیانیت پر نئی چھپنے والی تمام کتب کے دو دو سیٹ لائیں۔ اب ہم پر قیل وقال کی فضولیت منکشف ہوگئی تھی۔ فوراً کتابیں لاکر پیش کردیں جن کا وزن کم از کم بیس کلو کے برابر تھا۔ فرمایا انہیں پیک کردو۔ پیک کردیں۔ اب ہم قیل وقال سے اپنی روایتی لیپاپوتی پر اتر آئے کہ حضرت لاہور یا جہاں فرمائیں کل تک پہنچ جائیں گی۔ وہاں سے صاحبزادہ مولانا سید محمود میاں یا سید رشید میاں آپ کے ہاں بھجوادیں گے۔ اتنا وزن آپ کے لئے ساتھ لے جانا تو مشکل ہوگا۔ فرمایا کہ ہمدردی کا شکریہ۔ واقعی مسافر بوڑھے کے لئے یہ بہت مشکل ہے۔ لیکن دوسرا سامان یہاں چھوڑا جاسکتا ہے لیکن کتابوں کو تو ساتھ لے جانے کا اپنا ہی لطف ہے۔ اس لئے ان کو ابھی میری گاڑی میں رکھوادیں۔ اس سے آپ کے قلم وکتاب سے عشق کو سمجھا جاسکتا ہے۔

کل پاکستان جمعیت علمائے اسلام نے پشاور میں دارالعلوم دیوبند کانفرنس کا اہتمام کیا۔ دیوبند سے بھاری بھرکم وفد نے اس میں شرکت کی۔ دارالعلوم کی اتنی بڑی قیادت کی اسلامیان پاکستان نے زیارت کی۔ موقعہ زیارت مہیا کرنے کا سامان حضرت مولانا فضل الرحمٰن نے کر کے ہموطنوں پر احسان کیا۔ حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ بھی تشریف لائے۔ آخری روز آخری سے پہلا بیان آپ کا تھا۔ جو وقت اختتامی دعا کے لئے طے تھا وہ قریب ہوگیا۔ آپ کا اعلان کیا گیا۔ آپ نے ایمان پرور انداز میں خطبہ مسنونہ پڑھا۔ لاکھوں سامعین پر وجد آفریں کیفیت طاری ہوگئی۔ خطاب چند جملوں میں مکمل کیا۔ وقت کی تنگی کا عذر کر کے بیٹھ گئے۔ حاضرین زیارت ومختصر بیان سے تو ضرور مستفید ہوئے۔ لیکن تشنگی دور نہ ہوئی۔ بایں ہمہ لاکھوں کے سامنے بیان کرنے کی بجائے وقت کی پابندی کا وہ نمونہ قائم فرمایا کہ سبحان اللہ!

اپنے محبوب رہنما کی حکایت لذیذ کی طوالت کی معافی کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان، برما، آسام، مالدیپ، نیپال، عرب امارات، سعودیہ، امریکا، افریقہ، کینیڈا، یورپ، فجی آئی لینڈ، انڈونیشیا، غرض پوری دنیا کے مسلمانوں کے آپ قابل احترام رہنما تھے۔ ہر جگہ ابنائے دارالعلوم دیگر رہنماؤں کی طرح آپ کا دلی احترام کرتے تھے۔ آپ بھارت کے رہائشی تھے۔ ہر ملک کے ساتھ دوسرے ملک کی پالیسی یکساں نہیں ہوتی۔ اس لئے جہاں کہیں تشریف لے گئے اس ملک کے سیاسی مسائل پر ایک لفظ تک نہیں کہتے تھے۔ پاکستان اور بھارت کو لے

لیں۔ دونوں ممالک کی کسی زمانہ اور کسی حد تک اب بھی پالیسی مختلف ہے۔ جو امر پاکستانیوں کے لئے اہم ہے انڈیا کے لئے وہ غیر اہم ہے۔ دونوں ملکوں کی اپنی اپنی ترجیحات ہیں۔ کشمیر کے مسئلہ کو لے لیں۔ دونوں ممالک کی اپنی اپنی پالیسی ہے۔ اگر کوئی بات پاکستان میں یہاں کے مسلمانوں کی ترجیحات کو سامنے رکھ کر فرماتے تو آپ کے پہنچنے سے قبل بھارت میں ہندو مسلم فسادات شروع ہو جاتا۔ وہاں کی ترجیحات کے مطابق یہاں بات فرماتے تو جانے سے قبل پاکستان میں طوفان قائم ہو جاتا۔ اس ایک مثال سے پوری دنیا کے مسلمانوں کی ترجیحات کو سامنے رکھیں تو آپ کی بالغ نظری کی داد دینی پڑتی ہے کہ بیرون بھارت کہیں بھی کسی سیاسی مسئلہ کو چھیڑ نہ کرتے۔ صرف ہر ملک کے مسلمانوں کی دینی رہنمائی فرماتے اور بس۔ یہی وجہ ہے کہ بیرون بھارت قطعاً اخبارات کے نمائندوں سے ملاقات نہ کرتے۔ تاکہ اخباری صنعت کو بات کا بتنگڑ بنانے کا موقعہ ہی نہ مل سکے۔ کوئی نمائندہ آ ہی گیا تو علیک سلیک کے بعد نپے تلے چند جملوں کے تبادلہ کے بعد اسے فارغ فرمادیتے۔

لیکن ہمارے خطہ کا اپنا مزاج ہے۔ یہاں ایک جہادی رہنما کو دارالعلوم دیوبند کانفرنس پشاور میں اس کی خواہش کے مطابق پروٹوکول نہ ملنا تھا نہ مل سکا۔ خیر سے اس قبیلہ کی اکثریت ایجنسیوں کی مرہون منت ہے۔ اس بونے رہنما نے اخباری صنعت کے ایک ایسے موقعہ کے متلاشی قلمکار کو گانٹھا۔ آپ کے خلاف مضمون چھپ گیا جو حقائق کا قتل عام اور خلاف واقعہ الزامات کا طور مار تھا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک لفظ نہیں فرمایا۔ صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی سنت پر عمل کیا۔ لیکن آپ کے صبر کا اس خود ساختہ جہادی رہنما پر بعد میں یہ اثر ہوا کہ خود اپنی سرزمین پر سر اٹھا کر چلنے کا حالات نے رہنے دیا۔ اب تک ''کس نے پر سدا زمن کہ بھیا کون ہو'' کا مصداق ہے۔ من عادلی ولیاً فقد اذنتہ بالحرب! کی زندہ عملی تصویر اسلامیان وطن کی آنکھوں کے سامنے ہے۔

ہاں! پوری دنیا کے مسلمانوں کے عقائد و دینی تشخص کو برقرار رکھنے ان کا احترام بڑھانے میں آپ ہر جگہ نہ صرف کوشاں رہے۔ بلکہ خون جگر سے ایسا کرنے میں تامل نہیں فرمایا اور اس میں کسی بھی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیا۔ جمعیت علمائے اسلام کے اختلاف سے آپ کا دل ٹوٹا۔ طرفین کو سمجھایا۔ لیکن معاملہ کی تہہ تک پہنچنے میں دیر نہیں لگائی۔ اپنی بھرپور محبت سے قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن کو سرفراز کیا۔ لیکن احترام و تعلق دوسرے حضرات سے بھی قائم رہا۔

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعیدؒ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ حضرت مولانا حفظ الرحمنؒ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کو حوصلہ دینے میں آپ نے جو کردار ادا کیا وہ تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ مثلاً جہاں کہیں فسادات ہوئے دیگر جماعتیں مشورہ کرکے پروگرام بنا رہی ہوتیں۔ لیکن آپ اتنی جلدی صحیح فیصلہ کرتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے کہ اس پر سب ششدر رہ جاتے۔

پریشانی وزبوں حالی میں مسلمانوں کی مدد کے لئے سب سے پہلے پہنچنے والے قومی رہنما آپ ہوتے۔ آپ نے جمعیت علمائے ہند کو سماجی، تعلیمی، رفاہی اور قومی جماعت بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے تاسیسی اراکین میں شامل تھے۔ گزشتہ سے پیوستہ سال غسل کعبہ کی سرکاری تقریب میں آپ کو مدعو کیا گیا اور اس سعادت سے آپ بہرہ ور ہوئے۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کا قد متوسط، متبسم نورانی چہرہ، عقابی نظریں، کھلی پیشانی، سیڈول جسم، سادہ کھدر کا کرتا، متناسب اونچی شلوار، سر پر اکثر سبز کبھی سرخ عربی رومال باندھتے، چال میں وقار کے ساتھ ساتھ پھرتی اور تیزی، بات اتنی صاف اور آسان کہ ہر ایک کو سمجھ آ جائے، بات کرتے تو لبوں سے موتیوں کی برکھا شروع ہو جاتی، تہجد، اشراق، اوابین، تلاوت، سفر ہو یا حضر ناغہ نہ ممکن ہوتا۔ زہد وغنا کے کوہ ہمالیہ، اوصاف حمیدہ سے قدرت نے فیاضی سے آپ کو حصہ نصیب فرمایا۔ اپنے تقویٰ، پرہیزگاری، عمل وفضل کے باعث لاکھوں مسلمان آپ سے ٹوٹ کر محبت کرتے بلکہ عشق کرتے۔ واقعی محبوبیت ہو تو ایسی کہ جس کا سوکنوں کو بھی اعتراف ہو۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کیا گئے۔ لاکھوں دلوں کی دنیا سونی ہوگئی۔ دل بجھ گئے:

دل گلستان تھا تو آنکھوں سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

دل کی تکلیف وشوگر نے عرصہ سے آپ سے محبت شروع کر رکھی تھی۔ مگر معمولات جاری رہے۔ اس سال رمضان المبارک خیر خیریت سے گزرا۔ معمولات جاری رہے۔ عید کے قریب الیکٹرانک وہیل چیئر الٹنے سے چوٹ لگ گئی۔ تین ماہ دہلی کے معروف اپالو ہسپتال میں زیر علاج رہے۔ وقت موعود آن پہنچا اور دیکھتے ہی دیکھتے آخرت کو سدھار گئے۔ ان کے دل بے قرار کو قرار آ گیا۔ نم کنومة العروس کامصداق ھوگئے!

۶ فروری کو انتقال ہوا۔ ۷ فروری کو دارالعلوم میں لاکھوں عوام نے جنازہ میں شرکت کی۔ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے خانقاہ رائے پور، مظاہر العلوم سہارنپور اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلویؒ سے جو محبانہ تعلقات تھے آپ کے وصال کے بعد آپ کے جانشین حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے ان کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ آگے بڑھایا۔ آخری وقت بھی اس کا عملی مظاہرہ دیکھنے میں آیا کہ شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کے جانشین کا جنازہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے جانشین نے پڑھایا۔ اللہ رب العزت بہت ہی جزائے خیر دیں حضرت مولانا فضل الرحمن کو کہ علماء کی ایک جماعت کو لے کر جنازہ میں شریک ہوئے اور یوں اسلامیان پاکستان کا، خانوادہ حضرت مدنیؒ سے تعلق کا فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ دارالعلوم دیوبند کے ہزاروں علماء، مشائخ اور اولیاء کا مسکن قبرستان قاسمی میں داخل خلد بریں ہوئے۔

رفتید ولے نہ از دل ما!

حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ!

حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

شہرۂ آفاق فاتح جرنیل محمد بن قاسمؒ نے سندھ وملتان پر اسلامی پرچم لہرایا۔ اس وقت حجاز سے ۱۲ ہزار فوج ان کے ساتھ یہاں آئی تھی۔ جن میں ۶ ہزار فوجی بنوتمیم سے تھے۔ سندھ وملتان کی فتح کے بعد فرمانروا حجاز نے اسلامی فوج کے جرنیل محمد بن قاسمؒ کو تو واپس طلب کرلیا۔ لیکن پوری فوج ان علاقوں میں رہی۔ محمود غزنویؒ کے عہد میں یہ فوج سندھ، للّہ ضلع جہلم، دہلی، ملتان میں منقسم ہوکر قیام پذیر ہوگئی۔ بنوتمیم سے تعلق رکھنے والے اسلامی فوجیوں کی نسل آگے بنوتمیم سے ''تھہیم'' کہلائی۔

تھہیم برادری کے جناب جندوڈا کے ہاں کوٹلہ جاکر ضلع لودھراں میں بیسویں صدی کے پہلے عشرہ میں محمد شریف پیدا ہوئے جو بعد میں خطیب اسلام حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ کہلائے۔ مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ کے والد گرامی کی توجہ ومحنت سے کوٹلہ جاکر میں جامع مسجد تعمیر ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد اُس میں مدرسہ جاری ہوا۔ حضرت مولانا محمد کریم بخش صاحبؒ وہاں تعلیمی خدمات سرانجام دینے لگے۔ مولانا محمد شریفؒ کے والد گرامی جندوڈا کے پانچ صاحبزادے تھے۔ غربت کا دور تھا۔ سفید پوشی قائم رکھنا مشکل تھا۔ چنانچہ علاقہ کے اس دور کے رواج کے مطابق مولانا محمد شریفؒ نے بچپن میں ایک زمیندار کے ہاں جانوروں کی دیکھ بھال شروع کردی۔ چودہ پندرہ سال عمر ہوگی۔ طبیعت صالح پائی تھی۔ پانچوں وقت باجماعت نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتے۔ جناب میاں خدا بخش صاحبؒ محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ ان کی ترغیب وحوصلہ افزائی پر ان کے ہاں فارغ وقت میں قرآن مجید ناظرہ اور ابتدائی فارسی پڑھی۔ مزید تعلیم حاصل کرنا یہاں ممکن نہ تھا اور نہ ہی گھریلو حالات کے باعث والد صاحب مزید تعلیم کے لئے باہر جانے پر رضامند تھے۔

حضرت مولانا محمد شریفؒ نے حصول تعلیم کی دل میں لگی تڑپ کو بجھانے کے لئے توکلاً علی اللہ بغیر کسی کو بتائے رخت سفر باندھا۔ شجاع آباد شاہی مسجد جادھمکے۔ حضرت مولانا قاضی محمد امین مرحوم نے طلباء کی بہتات اور جگہ کی تنگی کا عذر کیا تو ''چھجو شاہ'' میں داخل مدرسہ ہوگئے۔ اس کے بعد مظفر گڑھ ضلع کے معروف دینی مدرسہ کانڈھ میں پڑھتے رہے۔ گوگڑاں ضلع لودھراں میں مولانا سید پیر امام شاہ صاحبؒ کے ہاں بھی تعلیم پائی۔ نحو کی معروف زمانہ کتاب ''کافیہ'' مکمل آپ کو یاد تھی۔ مدرسہ عبیدیہ قدیرآباد ملتان میں آپ پڑھتے رہے۔ اس مدرسہ میں آپ کے ہمدرس حضرت مولانا علی محمدؒ صاحب تھے جو بعد میں دارالعلوم کبیر والا کے شیخ الحدیث اور مہتمم بنے۔

اسی طرح معروف عالم دین اور سیاسی رہنما علامہ رحمت اللہ ارشدؒ بہاول پوری کی روایت کے مطابق جامعہ عباسیہ بہاول پور میں بھی آپ نے تعلیم کے لئے جادہ پیائی کی۔ علامہ ارشدؒ آپ کے ہمدرس تھے۔ جامعہ عباسیہ بہاول پور میں کسی مسئلہ پر طلباء نے ہڑتال کی تو انتظامیہ نے تمام طلباء کا خارجہ کر دیا۔ دوبارہ چال چلنی کا حلفیہ سرٹیفکیٹ سفارش وضمانتوں کے بعد داخلہ تجویز ہوا۔ علامہ ارشدؒ راوی ہیں کہ ہماری کلاس میں سب سے نیک وصالح نوجوان حضرت مولانا محمد شریفؒ بہاول پوری کا کوئی طالب علم ثانی نہ تھا۔ طالب علموں نے ضمانتوں کی ضمانت اور سفارشوں سے جامعہ عباسیہ میں دوبارہ داخلہ لے لیا۔ مولانا محمد شریفؒ کے پاس نہ ضمانتی تھا نہ سفارشی۔ آپ نے سمہ سٹہ سے دہلی ریل کا ٹکٹ لیا اور دہلی جا پہنچے۔ دیوبند گئے۔ وہاں داخلے مکمل ہو چکے تھے تو واپس دہلی جامعہ امینیہ میں آ کر مفتی ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ کے ہاں علوم کی تکمیل اور دورہ حدیث شریف کیا۔

بظاہر سفارش وضمانت نہ ہونے کے باعث جامعہ عباسیہ بہاول پور میں آپ کو دوبارہ داخلہ نہ ملا۔ لیکن بباطن قدرت کا آپ پر کرم کا فیصلہ ہوا۔ ورنہ جامعہ عباسیہ سے تکمیل کے بعد آپ کسی سرکاری ادارے میں ملازم ہو جاتے۔ جبکہ قدرت کو آپ سے تبلیغ اسلام کا کام لینا تھا۔ جامعہ امینیہ دہلی سے دورہ حدیث کے بعد چار سالہ طبابت کا کورس آپ نے لقمان الہند جناب حکیم اجمل خانؒ سے مکمل کیا۔ واپس آ کر اپنے گاؤں کوٹلہ جا کر چھ ماہ تدریس، امامت وخطابت اور مطب کا کام کیا۔

مجلس احرار اسلام کہروڑپکا کی ۱۹۳۵ء کے کسی اجلاس کی کاروائی آپ کے صاحبزادہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمٰن نے پڑھی ہے۔ جس میں مجلس احرار کہروڑپکا نے ریزولیشن پاس کیا کہ کہروڑپکا میں احرار کانفرنس کی تیاری ودعوت کے لئے حضرت مولانا محمد شریف ساکن کوٹلہ جا کر کو ہفتہ بھر پروگراموں کے لئے دعوت دی جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ۱۹۳۵ء سے قبل آپ دہلی سے عالم، اور طبیب کا کورس مکمل کر کے یہاں تشریف لا چکے تھے۔ مجلس احرار اسلام کل ہند کی باضابطہ تشکیل ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء کو ہوئی۔ گویا مجلس احرار اسلام کے قیام کے ٹھیک پانچ سال بعد حضرت مولانا محمد شریفؒ بہاول پوری اس کے نہ صرف باضابطہ ممبر بلکہ مشہور خطیبوں میں شمار ہونے لگے۔

مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے آزادی ملک کے لئے آپ سرگرم رہے۔ مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ کی مادری زبان سرائیکی تھی۔ دہلی کے قیام نے آپ کو اردو کا بھی قادر الکلام خطیب بنا دیا تھا۔ بہاول پور، بہاول نگر، رحیم یار خان، ڈیرہ غازی خان، بھکر، لیہ، میانوالی، راجن پور، مظفر گڑھ اور اندرون سندھ آپ کی خطابت سے گونجنے لگے۔ خطابت کے شہسواروں کا دوسرا نام مجلس احرار اسلام تھا۔ تاہم حضرت مولانا گل شیرؒ اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ دو ایسے خطیب تھے جن کی خطابت میں لحن داؤدی، سوز رومیؒ اور ساز رازیؒ کا واضح پرتو تھا۔ ترنم سے تقریر کرتے تو مجمع پر جادو کر دیتے تھے۔ ان دو حضرات کے بعد (سرائیکی پٹی میں) اس دور میں اگر کسی نے خطابت کی

دھاک بٹھائی ہے تو وہ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ اور حضرت مولانا حافظ اللہ وسایا ڈیرہ غازی خان تھے۔ حافظ صاحبؒ صرف واعظ تھے۔ جبکہ مولانا بہاولپوریؒ خوش الحان مقرر اور نظریاتی خطیب تھے۔ بلا مبالغہ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کو جن لوگوں نے دیکھا ہے یا سنا ہے وہ گواہی دیں گے کہ مولانا شریفؒ صاحب طرز خطیب تھے۔ان کی مترنم آواز وخطابت کا اپنا انداز تھا۔ جب قرآن مجید پڑھتے اور ترنم سے اس کے معانی و معارف بیان کرتے تو اجتماع پر جادو کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ واقعی جادو بیان خطیب تھے۔

درمیانہ قد' جسم کسرتی' کشادہ پیشانی' منور چہرہ' گندمی رنگ' سر پر زلف بنگال کی طرح بال' عقابی نگاہ' مست بیانی' الہڑ جوانی' خوبصورت ترنم' گرجدار آواز کے خمیر سے حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کی خطابت نے اٹھان بھری۔ جہاں گئے لوگوں کے دل موہ لائے۔ درویش منش' تکلفات سے کوسوں دور' شریف النفس' کریم الطبع' غربت کے باوجود دریادل سخی' آنکھوں کے غنی' نام کی نسبت کے پاسدار' حیاء وشرافت کا پیکر تھے۔ آپ کو قدرت نے بہت ہی مقبولیت اور ہردل عزیزی سے نوازا تھا۔ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ قطب الارشاد سے بیعت تھے۔ حضرت مولانا حسین علیؒ واں بچھراں' حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ سے اصلاح کا تعلق رہا۔ تہجد' اشراق' اوابین اور یومیہ تلاوت کلام اللہ نے آپ کو صوفی منش بزرگ بنادیا تھا۔ لوگ آپ سے دیوانہ وار محبت کرتے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد حضرت امیر شریعتؒ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی تو آپ اس کے بانی رہنماؤں میں شامل تھے۔ دم واپسی تک آپ کا مجلس کے ممتاز رہنماؤں میں شمار رہا۔ حضرت خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا لال حسین اخترؒ قرار پائے۔ تب مجلس کے مرکزی صدر المبلغین کا اعزاز حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ کے حصہ میں آیا۔ آپ آخری سانس تک مجلس کے صدر المبلغین رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ بڑی بہادری سے جیل کاٹی۔

ایک دور میں سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں آپ کا بڑے اہتمام سے گھنٹوں بیان ہوتا تھا۔

حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ سادگی کا پیکر تھے۔ کرتا' ٹوپی' تہبند اکثر کھدر کا زیب تن کرتے تھے۔

آپ کے بود وباش' رہن سہن کو دیکھ کر اہل نظر جانتے تھے کہ انہوں نے اپنی ولایت کے لعل بے بہا کو گودڑی میں چھپا رکھا ہے۔ زندگی بھر کپڑے کا سادہ سا ''جھولا'' ہمراہ رکھا۔ ایک جوڑا زیب تن' دوسرا جوڑا کپڑے کے تھیلہ میں ساتھ ہوتا۔ مجلس کی رسید بک اور کاپی کا ایک کاغذ جس پر مہینہ بھر کے پروگرام لکھے ہوتے گویا یہی آپ کی ڈائری تھی۔ ساتھ ہوتی تھیں۔ جسم کے کپڑے میلے ہوگئے تو دوسرا جوڑا پہن لیا جو اتارا اسے دھویا' خشک کرکے تہہ کیا اور تھیلا میں ڈال لیا۔ آج کل کے نام ونمود کے بھوکے خطیب جب گھر سے ہفتہ بھر کے سفر پر نکلتے ہیں تو کئی جوڑے کپڑوں سے سوٹ کیس

بھرا۔ ڈگی میں رکھا جاتا ہے۔ ہائے کتنا اصل ونقل میں فرق ہوگیا ہے۔

حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ نماز کے اتنے سختی سے پابند تھے کہ ایک دفعہ رحیم یار خان سے بہاول پور کے لئے بس پر سوار ہوئے۔ احمد پور شرقیہ پہنچے تو عصر کا وقت ہوگیا۔ ڈرائیور سے نماز کے لئے کہا۔ وہ ضد کر گیا تو آپ نے ٹکٹ چھوڑ دیا اور بس سے اتر گئے۔ بس چل پڑی۔ آپ نے اطمینان سے نماز پڑھی۔ اس دور میں خال خال بسیں چلتی تھیں۔ دوسری بس ملے نہ ملے۔ اس ماحول میں دل کی لو اللہ تعالیٰ کی یاد سے لگا کر دھونی ماری بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم کا معاملہ ہوا۔ نور پور نورنگا یا خانپور مرچاں والا سے ڈرائیور نے بس واپس کی۔ احمد پور شرقیہ آ کر آپ کو مسجد سے اٹھایا۔ آپ چپ چاپ اٹھے اور بس میں سوار ہوگئے۔ ڈرائیور نے کہا کہ مولوی صاحب! آپ نے کیا دم کیا کہ بس آگے چلتی رہی۔ لیکن میرے دل ودماغ میں آپ کے رہ جانے کا افسوس گھر کئے رہا۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر آخر بس لے کر واپس آنا پڑا۔ آپ نے مسکرا کر معاملہ ختم کردیا۔ اسی طرح ملتان سے مخدوم پور پہوڑاں کے لئے گاڑی پر سوار ہوئے۔ خانیوال پر نماز پڑھنے کے لئے اترے۔ نماز شروع کی ہی تھی کہ گاڑی چل دی۔ آپ نے اطمینان سے نماز مکمل کی۔ دعا سے فارغ ہوکر آئے تو دیکھا کہ پھاٹک پر پہنچ کر گاڑی رک گئی ہے۔ وہاں گئے تو معلوم ہوا کہ انجن بند ہوگیا ہے۔ آپ سوار ہوئے۔ انجن سٹارٹ ہوگیا۔ گاڑی آپ کو لے کر چل پڑی۔

حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ نے زندگی بھر سخت سے سخت مشقت برداشت کرکے تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ سائیکل، اونٹ، گھوڑا، خچر جو بھی ذریعہ اختیار کرنا پڑا کبھی عار محسوس نہیں کی۔ جہاں کہیں دیہات میں گئے گرمی کے دنوں میں آم کے پیڑ، کیکر، شیشم کے درختوں کے نیچے چارپائی بچھائی اور آرام کرلیا۔ فقیر راقم کے ہاں تشریف لائے۔ آموں کے باغ میں جلسہ تھا۔ سخت حبس کا موسم تھا۔ عوام جمع ہوگئے۔ لیکن پسینہ وگرمی سے جان جاتی تھی۔ اس زمانہ کے رواج کے مطابق چارپائی سے اسٹیج کا کام لیا۔ سر پر رومال رکھا۔ کرتہ اتار کر سینے پر کرلیا اور کرتے کے بازوؤں کو جھٹکا دے کر پشت پر کرلیا۔ پیٹ پر کرتا ڈالا ہوا ہے۔ ننگی پشت وعظ شروع کردیا۔ ڈھائی تین گھنٹے اس ہیئت کذائی میں لوگوں کو قرآن سنایا۔ تبلیغ کا فریضہ نبھایا۔ اب تکلف کے دور میں اس سادگی کی داستانوں پر کون اعتبار کرے گا۔ لیکن کیا کیا جائے کہ ہم تو واقعہ کے چشم دید گواہ ہیں۔

حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے انتقال کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کے صدارتی چناؤ کا اجلاس تھا۔ ملک بھر کے جماعتی رفقاء وعلماء موجود تھے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ صدر اجلاس تھے۔ تلاوت کے بعد حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ اٹھے اور ٹھیٹھ سرائیکی میں چار پانچ جملے کہے اور حضرت بنوریؒ کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت کے لئے راضی کرلیا۔ حضرت بنوریؒ سے مخاطب ہوکر آپ نے فرمایا کہ حضرت! ختم نبوت کے تحفظ کا کام آپ کے استاذ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ذمہ لگایا۔

حضرت امیر شریعتؒ نے خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کو یہ امانت سونپی۔ حضرت قاضی صاحبؒ یہ بارگراں مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے سپرد کر گئے۔ حضرت جالندھریؒ کے بعد حضرت مولانا لال حسین اخترؒ نے اس امانت کو سینے سے لگایا۔ ان حضرات کی یکے بعد دیگرے وفیات کے بعد اب ہم یتیم ہو گئے ہیں۔ اس وقت دنیا میں آپ حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے علوم کے وارث ہیں۔ ختم نبوت کے کام کو سنبھالیں۔ ہم آپ کی اس طرح اطاعت کریں گے جس طرح پہلے اکابر کی کی۔ اگر نہیں تو یہ لیجئے چابیاں اور دفتر کو تالا لگادیں۔ ہم بھی گھروں کو جاتے ہیں۔ یہ کہہ کر ہاتھ میں پہلے سے موجود چابیوں کا گچھا حضرت بنوریؒ کی طرف بڑھادیا اور روتے ہوئے کہا کہ آپ نے مجلس کی امارت نہ سنبھالی تو کام کے بند ہو جانے کے آپ ذمہ دار ہوں گے۔ اس طرح کے چند جملوں میں ایسی موثر گفتگو کی کہ نہ صرف حاضرین بلکہ حضرت بنوریؒ کی بھی ہچکی بندھ گئی۔ حضرت بنوریؒ نے مجلس کی امارت قبول فرمائی۔

چند ماہ بعد ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے تو حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ کے دل بے قرار کو قرار آ گیا۔ اس دور کی آپ کی تقریروں کا کچھ سماں ہی اور ہوتا تھا۔ آپ خود بھی روتے تھے اور لوگوں کو بھی رلاتے تھے۔ دل سے بات کہتے تھے اور سامعین کے دلوں سے منواتے تھے۔ آخری وقت تک بہت بہادری' محنت اور وفاداری سے مجلس کا کام کرتے رہے۔

مقبول واعظ' بے بدل خطیب' نیک دل' پاکباز' بلند اخلاق اور علم وعمل کا پہاڑ تھے۔ تحریک آزادی اور تحفظ ختم نبوت کے لئے اکابر کے ہمراہ اگلی صفوں میں رہ کر مصروف جہاد رہے۔ کوٹلہ جاکر سے بہاول پور بستی مستیاں آ گئے تھے۔ تمام بچوں کو دینی تعلیم دی۔ بڑے بیٹے حضرت مولانا عطاء الرحمٰن جامعہ مدنیہ بہاول پور کے شیخ الحدیث اور مہتمم ہیں۔ حضرت مولانا مفتی ابوبکر سعید الرحمٰن جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے دارالافتاء میں مسند نشین ہیں۔

حضرت مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ نے پوری زندگی فقر وفاقہ سے گزاری۔ فوتگی کے وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیت المال کے ۳۶۵ روپے آپ کے نام تھے۔ ملاتو کھالیا۔ نہ ملاتو شکر کرلیا۔ آپ کی نیکی وتقویٰ کے صدقہ میں آپ کی زندگی میں اولاد کے سر چھپانے وگزر بسر کا ایسے پردہ غیب سے انتظام ہوگیا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مستیاں بستی سے سبزی لینے کے لئے سائیکل پر شہر جاتے ہوئے بستی غنی گوٹھ میں حافظ عبدالرشید کے ہاں رکے۔ علیک سلیک کے بعد چلنے لگے تو حافظ صاحب نے کہا کہ مولانا! آج غنی گوٹھ کے کھنڈر کی بولی ہے۔ میں نے حصہ لینا ہے۔ مجھے حصہ دار درکار ہے۔ آپ شامل ہوجائیں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ حافظ عبدالرشید' مولانا محمد شریف بہاول پوریؒ اور صفدر صاحب حصہ راس (یعنی برابر حصہ دار) کی بنیاد پر بولی میں شامل ہوئے۔ بولی والی جگہ پر پہنچے تو پندرہ منٹ میں بولی شروع ہوگئی۔ ۲۱ ایکڑ زمین ان کے نام اس پر بولی ختم ہوئی۔ اس طرح سات ایکڑ آپ کے حصہ میں

آئے۔ کچھ پیسے قرض لے کر فوری جمع کرائے۔ باقی سب قسطیں بھی ادا ہوگئیں۔ اس زمین میں پہلے مسجد بنائی پھر مکان۔ یوں بچوں کے سر چھپانے کا قدرت نے انتظام کر دیا۔

ایک بار ڈیرہ غازی خان میں حضرت مولانا غلام محمد صاحبؒ مہتمم مدرسہ قاسم العلوم وخطیب مسجد پیارے والی نے کہا کہ ڈیرہ غازی خان میں پہاڑوں کے دامن میں کوڑیوں کے بھاؤ رقبہ مل رہا ہے۔ حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ نے فرمایا کہ اچھے تم میرے بھائی ہو کہ میرا حصہ نہیں رکھا۔ چند دنوں بعد حضرت مولانا غلام محمد نے پیغام بھیجا کہ ایک مربع آپ کے لئے الاٹ کرالیا ہے۔ پہلی قسط (چند صد) بھجوا دیں۔ آپ نے قرض لے کر بھجوا دیئے۔ بعد میں فرمایا کہ میں ساری زندگی یہ قرض اتاروں گا۔ قسطیں کون دے گا۔ چلو اس زمین کی جو آمد ہو وہ آپ رکھ لیں اور قسطیں ادا کرتے رہیں۔ چنانچہ ایسے ہوا۔ خود فوت ہوئے تو مقروض تھے۔ لیکن اولاد کے لئے ایک مربع زمین کا قدرت نے چھپر پھاڑ کر انتظام کر دیا۔

آخری سفر پر گھر سے روانہ ہونے لگے تو اپنے بڑے بیٹے شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمن سے فرمایا کہ والدہ، بہن بھائیوں اور گھر کا خیال رکھنا۔ اب میرے بعد تم سب کچھ ہو۔ دفتر ملتان تشریف لائے۔ دو پروگراموں میں شرکت کی۔ واپس دفتر آئے تو طبیعت میں کچھ کمزوری اور گھبراہٹ محسوس کی۔ اپنے دونوں بیٹوں مولانا عطاء الرحمن اور حکیم عبیدالرحمن کو فون کر کے ملتان دفتر پہنچنے کے لئے پیغام دیا۔ ان کے آنے سے قبل پیٹ میں درد محسوس ہوا تو دفتر کے ساتھیوں نے نشتر ہسپتال داخل کرا دیا۔ دونوں بیٹے بھی ہسپتال آگئے۔ شام کو حکیم عبیدالرحمن چلے گئے اور مولانا عطاء الرحمن رہ گئے۔ ان سے فرمایا کہ صبح باپ بیٹا ایک ساتھ چلیں گے۔

۱۴ شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ کو دن کے وقت ہسپتال داخل ہوئے اور ۱۵ شعبان المعظم مطابق ۲۱ اگست ۱۹۷۵ء کی شب اڑھائی بجے واصل بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! رات اڑھائی بجے دفتر ملتان، جامعہ مدنیہ بہاولپور اور گھر اطلاع ہوئی۔ صبح نماز سے قبل دفتر مرکزیہ ملتان آپ کے جسد خاکی کو لایا گیا۔ نماز کے بعد جنازہ کو گھر بہاولپور لیجانے کا نظم ہوا۔ نو بجے بہاولپور پہنچے۔ غنی گوٹھ کے قریب شریف آباد جہاں آج کل بائی پاس بنا ہے گھر سے باہر مسجد کے ساتھ ملحقہ چھپر تھا۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے یہاں دفن کرنا۔ وفات سے چھ ماہ قبل ہمسائیوں نے وہ جگہ خالی کر دی۔ جہاں کا فرمایا وہیں پر آپ کی قبر بنی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا علی محمدؒ دارالعلوم کبیر والا آپ کے ساتھی اور عزیز دار نے جنازہ پڑھایا۔ ایک ایکڑ میں صفیں تھیں۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ علماء اور صلحاء کی جنازہ میں کثرت تھی۔ عصر تک تدفین مکمل ہوئی۔ تدفین کے بعد کئی دن تک قبر سے خوشبو آتی رہی۔ اللہ اکبر کبیرا!

داعی الی اللہ، مجاہد فی سبیل اللہ شریف العلماء حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو بقعہ نور بنائیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت، دارالعلوم مدنیہ بہاولپور اور آپ کی صالح اولاد آپ کی یادگار ہیں۔ رہے نام اللہ کا!

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ!

محمد شفیق ایم اے

یارب وہ ہستیاں کس دیس بستی ہیں
اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ 20 جنوری بروز جمعۃ المبارک 1984ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ ایک طویل مدت گزرنے کے باوجود ان کی چھوڑی ہوئی یادوں اور باتوں کے گلستان ابھی تک مہک رہے ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کی پوری زندگی جفاکشی، اخلاص للّٰہیت اور جہد مسلسل میں گزری۔ عوام الناس اور بالخصوص دینی طبقوں میں حضرت مولانا تاج محمودؒ کی مقبولیت اور ان کے بارے میں پایا جانے والا عقیدت واحترام عشق رسالت مآب ﷺ کی بدولت تھا۔ حضرت مولانا مرحوم سچے عاشق رسول تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت ﷺ کی نگہبانی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ کو ادب، صحافت اور سیاست میں ممتاز مقام حاصل تھا۔ مولانا مرحوم کی تعلیمی، علمی اور سماجی خدمات کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ اس لحاظ سے ان کی ذات ہمہ جہت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بے شمار اوصاف وکمالات سے نواز رکھا تھا۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ مردم خیز علاقہ ہزارہ کے شہر ہری پور کے ایک گاؤں میلم میں پیدا ہوئے۔ مولانا مرحوم کی ولادت سے چند برس پہلے آپ کے والد صاحب جناب صوفی محمد حبیبؒ اپنے مرشد کو ملنے کے لئے چنیوٹ کے نواحی گاؤں چک نمبر 138 نولاں میں تشریف لائے۔ پھر انہی کے حکم پر معاشرتی اصلاح اور مقامی لوگوں کی دینی تعلیم وتربیت کی خاطر یہاں مستقل آباد ہوگئے۔ اس دوران میں چنیوٹ میں ''تاج محمود'' ایک بزرگ عالم دین کا شہرہ تھا۔ مولانا مرحوم کے والد نے دل میں نیت کرلی کہ اگر اللہ رب العزت نے مجھے بیٹا دیا تو اسے عالم دین بناؤں گا اور اس کا نام بھی تاج محمود ہی رکھوں گا۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں اور خاص طور پر والد گرامی سے حاصل کی۔ بعد ازاں انہیں دینی تعلیم کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد یونس مراد آبادیؒ کے مدرسہ واقع عبداللہ میں داخل کروادیا گیا۔ مولانا مرحوم کو اپنے شفیق استاد کی توجہ اور خود ان کی اپنی خداداد صلاحیتوں کی بدولت جلد ہی معتمد خاص کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ مولانا مرحوم نے استاد کے مدرسہ اور گھر کی خدمت میں وفاداری اور تابعداری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ یہاں تک کہ انہیں گھر کے فرد کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ حضرت مولانا تاج محمود فرمایا کرتے تھے کہ میں تو کچھ بھی نہ تھا۔ بس دو بزرگوں امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور حضرت مفتی محمد یونسؒ کی جوتیاں

سیدھے کرتے کرتے اللہ تعالیٰ نے وہ مقام اور عزت بخشی جس کا میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو مولانا مرحوم نے تقسیم سے قبل چنیوٹ میں دیکھا اور سنا۔ پھر کیا تھا کہ:

مجھے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

ایک استاد حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ کے حکم پر ساری زندگی ریلوے اسٹیشن کے پہلو میں اجاڑ ویران جگہ میں ڈیرے ڈال کر گزار دی۔ بڑی بڑی اہم جگہوں پر مراعات اور بڑی تنخواہ کے ساتھ خطابت کی پیشکشیں ہوئیں۔ لیکن مسافر خانہ کو راحت و آرام اور استاد کے حکم پر ترجیح دی۔ تھڑے سے چھوٹی سی مسجد اور بعد مرکزی جامع مسجد میں پچاس برس دعوت دین کا کام جاری رکھا۔ اسی مسجد کے مشرقی کونے میں آسودہ خاک ہوئے۔

دوسرے استاد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حکم پر تمام توانائیاں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور سارقین ختم نبوت کے احتساب میں وقف کر دیں۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ شاہی قلعہ کا عقوبت خانہ دیکھا۔ گھر بار لٹ گیا۔ لیکن مرد قلندر کے لگائے ہوئے مشن میں اس قدر ثابت قدم رہے کہ بالآخر اپنی زندگی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخی فیصلہ دیکھا۔ اس کے بعد فرمایا کرتے تھے زندگی کا مشن پورا ہو گیا۔ اب مزید جینے کی تمنا نہیں۔ حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا خواب میری زندگی میں شرمندہ تعبیر ہو گیا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑی پامردی سے حصہ لیا۔ لاہور میں حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی اور فیصل آباد میں حضرت مولانا تاج محمودؒ کو تحریک کے خطرناک آدمی قرار دیا گیا۔ شاہی قلعہ میں تشدد اور ظلم کا جگرداری سے مقابلہ کیا۔ بقول شورش کاشمیریؒ ہر وار پر درود پاک پڑھتے ہوئے عشق رسالت میں ڈوب جاتے۔ گرفتاری سے قبل پولیس گھر کا سامان اٹھا کر لے گئی۔ بچے کچے فرش پر سوئے اور کئی دنوں کی فاقہ کشی کے باوجود ان کی وفا شعار اہلیہ نے کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی۔ ایسے دگرگوں حالات کا علم ہوا تو بچوں کو گاؤں بھیج دیا اور خود روپوشی اختیار کر کے تحریک کو تیز کرنے کے لئے سرگرم ہو گئے۔ کئی دنوں کے کرفیو کے بعد گرفتاری عمل میں آئی۔ عبرت کا نمونہ بنانے کے لئے شاہی قلعہ لاہور بھیج دیا گیا۔ باقی قید اٹک جیل میں گزاری۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں مختلف فرقوں کا باہمی اتحاد رنگ لایا۔ پوری امت بالخصوص پاکستانی قوم کو قادیانیوں کے مکروہ عقائد اور ناپاک عزائم کا علم ہوا۔ اس تحریک کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ قادیانی اقتدار اور غلبہ کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا:

ٹھوکر سے میرا پاؤں زخمی ہوا ضرور
رستے میں جو کھڑا تھا کوہسار ہٹ گیا

1970ء کے عام انتخابات میں پاکستان پیپلز پارٹی نے ریکارڈ کامیابی حاصل کی۔ قادیانی جماعت نے پیپلز پارٹی کو ایک سیکولر جماعت جان کر دامے درمے قدمے سخنے امداد کی۔ پارٹی کی کامیابی کے لئے نصرت جہاں فنڈ قائم کیا۔ خدام الاحمدیہ کے نوجوانوں نے الیکشن ڈیوٹی کے فرائض بڑی جانفشانی سے سرانجام دیئے۔ قادیانی جماعت کے ہر فرد نے پیپلز پارٹی کی کامیابی کے لئے انتخابی مہم میں اعلیٰ قیادت کے حکم پر حصہ لیا۔ قادیانی جماعت کے سربراہ اپنی قوم کو بشارتیں سناتے رہے۔ لیکن خدا کی شان بے نیازی کہ:

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ہزار اختلاف کے باوجود یہ اعتراف عظمت کرنا پڑے گا کہ انہوں نے قادیانی مسئلہ کے حل میں انتہائی فراست اور دانشمندی کا مظاہرہ کیا۔ قادیانی مسئلہ کو پارلیمانی اور جمہوری تقاضوں کے مطابق حل کرنے کے لئے بہترین حکمت عملی اختیار کی۔ ذوالفقار علی بھٹو نے قادیانیوں کے عقائد اور ان کے دینی تشخص کے علاوہ ان کے سیاسی پس منظر کا مطالعہ اور مشاہدہ کیا۔ یہ بات انہوں نے آغا شورش کاشمیریؒ کو ایک نجی ملاقات میں بتائی تھی کہ جب انہوں نے سربراہ مملکت کی حیثیت سے پہلا امریکی دورہ کیا تو امریکی صدر نے دوران مذاکرات انہیں قادیانیوں کے بارے میں آگاہ کیا تھا کہ قادیانی پاکستان میں ہمارا (Sect) ہیں۔ آپ نے انہیں ہر طرح سے تحفظ فراہم کرنا ہے۔ دوسرے سرکاری دورہ میں اسی بات کا اعادہ کیا گیا۔ یہی وہ بنیادی محرک تھا جس کے باعث سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سنجیدگی کے ساتھ قادیانی مسئلہ کا جائزہ لیا۔ جب ائیر فورس جہازوں نے مرزا ناصر کو سلامی دی اور قادیانی جماعت کی ایک خفیہ میٹنگ رپورٹ بھٹو کے سامنے آئی تو قادیانیوں کے سیاسی عزائم کی حقیقت حال ان پر واضح ہوگئی۔

1974ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ کو بلاشبہ اس تحریک کا بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اس تحریک میں مولانا مرحوم نے کلیدی کردار ادا کیا۔ 29 مئی 1974ء کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء کے گروپ کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) کے ریلوے اسٹیشن پر غنڈہ گردی کا نشانہ بنایا گیا۔ تین ہزار خدام الاحمدیہ اور دیگر تنظیموں کے نوجوانوں نے گھیرا ڈال کر طلباء کو چن چن کر بری طرح زدوکوب کیا۔ یہ طلباء تفریحی دورے سے واپس آرہے تھے۔ چناب ایکسپریس جب فیصل آباد پہنچی تو حضرت مولانا تاج محمودؒ اپنے رفقاء سمیت درد کا درماں کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن کے پلیٹ فارم نمبر ایک پر موجود تھے۔ مولانا مرحوم نے ٹرین کے آنے سے پہلے ہی مقامی انتظامیہ' اعلیٰ حکام' ممتاز علمائے کرام' تاجر رہنماؤں' وکلاء' زرعی یونیورسٹی کے طالب علموں کے علاوہ تمام اخباری نمائندوں' فوٹوگرافروں کو اس سانحہ سے مطلع کردیا۔ طلباء کے زخموں کو دیکھ کر ہجوم کا مشتعل ہونا

ایک فطری امر تھا۔ طلبا نہ تو ہسپتال جانے کے لئے تیار تھے اور نہ ہی ٹرین کی روانگی کے حق میں تھے۔ سانحہ کی خبر پورے شہر میں آناً فاناً پھیل چکی تھی۔ حضرت مولانا تاج محمودؒ نے انتظامیہ کی معرفت ڈاکٹروں کی ٹیم کو پلیٹ فارم پر منگوایا۔ جسٹس صمدانی نے تحقیقاتی رپورٹ میں اس امر کا اعتراف کیا کہ اگر حضرت مولانا تاج محمودؒ معاملہ فہمی اور فراست کا مظاہرہ نہ کرتے تو صورت حال کو کنٹرول کرنا انتظامیہ کے بس کی بات نہ تھی۔ طلباء کی مرہم پٹی اور ابتدائی طبی امداد سے فارغ ہو کر حضرت مولانا تاج محمودؒ نے مشتعل ہجوم کو سنبھالا اور دیوار پر کھڑے ہو کر خطاب کیا:

''بچو! آپ کے جسموں کی ضربات سے نہ صرف آپ کے نرم و نازک جسم زخمی ہوئے ہیں۔ بلکہ ان سے پوری ملت اسلامیہ کا جسم لہولہان ہو گیا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے جسم سے نکلنے والے لہو کے ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے گا۔ قادیانیوں کی غنڈہ گردی اور جارحیت کے بدلے جب تک انہیں غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دلواتے ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔''

حضرت مولانا تاج محمودؒ کے اس تاریخی خطاب سے نہ صرف طلباء مطمئن ہوئے۔ بلکہ امن و امان کے حوالے سے خطرات کے بادل بھی چھٹ گئے۔ اہل فیصل آباد ریلوے پلیٹ فارم کے اس منظر کو کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے جب چناب ایکسپریس چار گھنٹے کی تاخیر کے بعد ملتان کے لئے روانہ ہوئی تو پورا اسٹیشن تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ زندہ باد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ ملتان میڈیکل کالج کے طلباء عقیدت و افتخار، اخلاص و وفا کے جذبوں کو سمیٹے ہوئے ہاتھ ہلا ہلا کر اہلیان فیصل آباد کا شکریہ ادا کر رہے تھے۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ بلاشبہ 1974ء کی تحریک ختم نبوت کا مرکزی کردار تھے۔ اسی شام مولانا مرحوم نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ سانحہ کی تفصیلات سے اخبارات کو آگاہ کیا۔ حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، جناب آغا شورش کاشمیریؒ، حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے علاوہ مختلف مکاتب فکر کے علماء، زعماء سے رابطہ کر کے قادیانیوں کی غنڈہ گردی کا جواب دینے کے لئے موثر تحریک چلانے سے متعلق مشاورت کی۔ اگلے روز اخبارات میں قادیانی جماعت کی دہشت گردی اور ننگی جارحیت کے حوالے سے شہ سرخیوں سے خبریں شائع ہوئیں تو از خود تحریک کا آغاز ہو گیا۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ اتحاد بین المسلمین کے داعی اور عظیم علمبردار تھے۔ ان کی پوری زندگی اسی مشن میں گزری۔ انہوں نے فیصل آباد کی سطح پر حضرت صاحبزادہ فضل رسول و برادران، حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ، حضرت مولانا محمد صدیق بلوچ اور حضرت مولانا محمد اسماعیل جیسے مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کئے رکھا۔ حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشرفؒ اور حضرت مولانا محمد اشرف ہمدانیؒ جیسے بزرگوں کی رفاقت پر مولانا مرحوم کو بڑا ناز تھا۔ تحریک ختم نبوت کے علاوہ تحریک نظام مصطفیٰ

اور دیگر دینی وسماجی تحریکوں میں یہ حضرات حضرت مولانا تاج محمودؒ کے نیاز مندانہ تعلقات اور پرخلوص رابطوں کی بدولت باہمی اتحاد واخوت کا عملی مظاہرہ کرتے۔

جب فیصل آباد شہر سے بازار حسن اٹھانے کی تحریک چلی جس کے محرک خان شریں گل خان تھے تو انہیں انہی علماء کا تعاون حاصل تھا۔ تاجر حضرات کے تعاون سے 35 کے قریب مکروہ دھندہ کرنے والی طوائفوں کے باقاعدہ نکاح اور شادی کے اخراجات اٹھا کر انہیں باعزت زندگی بخشنے کا سہرا انہی علماء کے سر جاتا ہے۔ شہر کی سطح پر بے شمار معاشرتی اصلاح کی تحریکوں اور سماجی کاموں میں مولانا مرحوم بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ روایتی قسم کے مولوی نہ تھے۔ نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں انہوں نے تعلیمی میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ عیسائی مشنریوں کے بڑھتے ہوئے اثرات کے پیش نظر مولانا مرحوم نے تعلیمی ادارے قائم کئے۔ 1955ء میں اردو فارسی کالج کا قیام عمل میں آیا۔ رات کو چلنے والا یہ ادارہ علم وادب، شعور وآگہی کی روشنیاں بکھیرتا۔ مولانا مرحوم چونکہ خود اردو، عربی اور فارسی کے استاد تھے۔ رات گئے تک درس وتدریس میں مشغول رہتے۔ اردو فارسی کالج مولانا مرحوم کے لئے رزق حلال کا ذریعہ بنا۔ بے شمار شاگرد فیض پا کر اہم سرکاری عہدوں پر فائز ہوئے۔ مولانا مرحوم دردِ دل رکھنے والے انسان تھے۔ بے روزگار اور غریب گھرانوں سے تعلق رکھنے والے اکثر نوجوانوں کی فیس معاف تھی۔ بعض منچلے نوجوان جیب خرچ بچانے کی خاطر اپنی غربت کا حوالہ دے کر مولانا مرحوم کی نرم دلی سے فائدہ اٹھا لیتے تھے۔ اسی دور میں مولانا مرحوم نے بچوں اور بچیوں کی اسلامی تعلیم وتربیت کی خاطر ایک پرائمری اور ایک مڈل سکول قائم کیا۔ مولانا مرحوم جدید تقاضوں کے مطابق نئی نسل کی تعلیم وتربیت کے خواہاں تھے۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ نے قادیانیوں کے عقائد وعزائم کو بے نقاب کرنے اور دینی تبلیغ کے لئے 1964 میں ہفت روزہ لولاک کا اجرا کیا۔ کچھ مدت کے بعد اسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان بنا دیا گیا۔ قادیانی جماعت کی سازشوں، ریشہ دوانیوں اور ناپاک عزائم کے پوسٹ مارٹم میں ہفت روزہ لولاک نے تاریخ ساز کردار ادا کیا۔ اس حوالے سے لولاک کے ماضی کے صفحات قادیانی فتنہ کے احتساب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ اب الحمدللہ! دس سال سے ملتان سے ماہنامہ کی صورت میں باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔

حضرت مولانا تاج محمودؒ نے ساری زندگی ریلوے اسٹیشن کے قریب واقع جامع مسجد میں بلا معاوضہ خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ انہوں نے مسلسل پچاس برس تک دعوت اسلام کا مشن جاری رکھا۔ مولانا مرحوم کا بیان سننے کے لئے دور دراز علاقوں سے تشنگان دین آتے اور مولانا مرحوم کے ایمان افروز بیانات پر سر دھنتے۔ مولانا مرحوم سیرت رسول مقبول ﷺ بیان کرتے تو عشق رسول میں ڈوب جاتے۔ بعض دفعہ تو رقت طاری ہو جاتی۔ مولانا مرحوم کی یادگار مسجد کی حال ہی میں توسیع عمل میں آئی ہے۔ ان کے جانشین صاحبزادہ طارق محمود (چیف ایڈیٹر ماہنامہ لولاک

ملتان) نے اپنے والد کی زبان و بیان کی تاثیر کو اس طرح قائم رکھا ہوا ہے کہ سننے والوں کو مولانا تاج محمودؒ کا گمان رہتا ہے۔ مولانا مرحوم ایک درویش صفت انسان تھے۔ ساری زندگی سادگی، مہمان نوازی اور تواضع میں بسر کی۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ان کا مشن رہا۔ آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے کہ میرا اعمال نامہ نیکیوں سے خالی ہے۔ روز محشر صرف ختم نبوت کا واسطہ دے کر رحمت دو عالم ﷺ سے اپنی بخشش و مغفرت کا طلب گار ہوں گا۔ مولانا مرحوم اپنے مشن سے ملنے والی شہرت اور عزت و تکریم کی بدولت سیاست چمکا سکتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اس مقدس مشن کو سیاست کی بھینٹ نہیں چڑھنے دیا۔ وہ چاہتے تو لاکھوں میں کھیلتے۔

جناب حنیف رضا مرحوم نے 1974ء کی تحریک کی کامیابی پر بے لاگ تبصرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ''رہنما وسائل سے تحریکیں چلاتے ہیں۔ مولانا مرحوم نے ایک گھڑے پانی اور ٹیلی فون سے تحریک چلائی اور اپنے عظیم مقصد میں کامیابی حاصل کی۔''

حضرت مولانا تاج محمودؒ کا جب جنازہ اٹھا تو ریلوے کالونی سے دھوبی گھاٹ تک عشاق کا ایک سمندر ہمراہ تھا۔ مولانا مرحوم کے ایک عقیدت مند شاگرد جناب قاری عبدالرحمٰن جلوس کے آگے آگے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کر رہے تھے کہ لوگو! عاشق رسول کا جنازہ آ رہا ہے۔ سابق صدر مملکت محترم محمد رفیق تارڑ بیماری کے باوجود جنازہ میں شریک ہوئے۔ جب جنازہ چوک گھنٹہ گھر پہنچا تو لوگوں اور عقیدت مندوں کی وارفتگی دیکھ کر بے اختیار بولے کہ یہ جنازہ نہیں عاشق رسول کی برات ہے۔ دھوبی گھاٹ کا وسیع میدان بھر چکا تھا۔ اہل شرکاء اس منظر کو کبھی نہ بھول سکیں گے۔ ہر مسلک و مکتب کے لوگ جنازہ میں شریک تھے۔ مولانا مرحوم کی نماز جنازہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے پڑھائی۔ پچاس برس لوگوں کے دلوں کی دھڑکنوں میں بسنے والا امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمد یونسؒ کا فیض یافتہ شاگرد اپنی مسجد کے مشرقی کونے میں سپرد خاک کر دیا گیا:

بہ آں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما برسانید ہر کجا ہستند

ضروری اعلان!

قارئین لولاک سے گزارش ہے کہ جلد کی تبدیلی کے بعد جن حضرات کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے اور انہیں ماہنامہ لولاک کی طرف سے بذریعہ خط آگاہ بھی کیا جا چکا ہے۔ لیکن تاحال چندہ ارسال نہیں کیا گیا۔ براہ کرام! چندہ ارسال فرما کر مشکور فرمائیں۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر ضرور لکھیں۔ ادارہ

مباحثہ ایبٹ آباد!

مولانا اللہ وسایا — دوسری قسط!

فاروق: قادیانیوں کے ساتھ جو میری گفتگو ہوتو یہ سوال یہ جو میرے ذہن میں ہیں ان سے بیان کروں۔ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

مولانا: آپ قادیانیوں سے سوال تو تب کریں کہ پہلے قادیانیت سے جان چھڑالیں۔ آپ تو اس کی صفائی کے وکیل ہیں۔

فاروق: اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مجھے صفائی دی گئی ہے۔ جو صفائی مجھے دی وہ میں آپ کے سامنے رکھوں۔ تاکہ میری وہ دور ہو جائے۔ یہی تو عرض ہے۔

مولانا: میں یہی آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ آپ کا پھر یہ کہنا کہ میں نے قادیانیت کو چھوڑ دیا ہے قرین قیاس نہیں۔

فاروق: مطلب یہ ہے کہ اس طرح مجھے کسی نے سیٹ سفائی کیا ہی نہیں۔

مولانا: کیا نہیں......! مرزا غلام احمد قادیانی آپ کے دل ودماغ میں موجود ہے اور پھر آپ یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ میں نے اسلام کا اعلان کیا۔ آپ کی ان دونوں باتوں کے اندر تضاد ہے۔ میں تو اتنی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

فاروق: آپ دیکھیں نا۔ میں عرض کروں کہ اطمینان چاہتا ہوں۔

مولانا: جب تک غلام احمد قادیانی......! جب تک کتا کنویں کے اندر پڑا ہے۔ اس کو آپ باہر نہیں نکالیں گے۔ ساری زندگی پانی کو نکالتے رہیں کنواں کبھی پاک نہیں ہوگا۔ مثلاً آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی کو خدا نے نہیں پکڑا مگر میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کو قدرت نے پکڑا! اور ایسا پکڑا کہ شیطان کی بھی مرزا قادیانی کے ساتھ چیخیں نکل گئیں۔ کیسے؟ مرزا قادیانی ہمیشہ نبوت کا دعویٰ کرتا اور پھر انکار کر دیتا۔ میں نبی ہوں۔ نہیں امتی نبی ہوں۔ نہیں تشریعی نبوت کی شرائط مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ نہیں میں مدعی نبوت کو لعنتی اور کافر سمجھتا ہوں۔ یہ ہاں! ناں! اقرار وانکار کا شیطانی کھیل مرزا قادیانی ساری زندگی کھیلتا رہا۔ زندگی میں ایک بار اور صرف ایک بار اس نے کہا کہ میرا نبوت کا دعویٰ ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔ موت تک اس سے انکار نہیں کروں گا۔ یہ آخری خط جو اخبار عام کو لکھا۔ جس دن اخبار عام میں یہ خط چھپا کہ: ''میں دعویٰ نبوت پر قائم ہوں اور کبھی انکار نہ کروں گا۔'' (خط مطبوعہ اخبار عام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ضمیمہ نمبر ۲ حقیقت النبوۃ ص ۲۷۰)

اسی دن ہیضہ کی موت سے بیت الخلاء کے اندر غلاظت سے لت پت قئے کرتے ہوئے مرگیا۔ تو قدرت نے اسے پکڑا۔ فرمائیں تو حوالے آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔

فاروق: اس کا پھر ایک ہی جواب ہے کہ میں ایسے ماحول میں رہوں۔ آپ لوگوں کے ماحول میں۔ چوبیس گھنٹے جن کے پاس تعلیم حاصل کروں۔ وہاں پر آپ لوگوں کے ساتھ صحبت میں رہوں۔ تاکہ جہاں سے قادیانیت کی ہوا بھی نہ لگے اور میں اس کا مطالعہ کروں۔ ایک مبلغ بنوں۔ اپنے آپ کو وقف کروں۔

مولانا: ایک سیکنڈ بھائی...... ٹھہر جائیں...... ٹھہر جائیں...... ! میں مسلمان تب ہوتا ہوں کہ میرے کھانے کا انتظام کریں۔ میری رہائش کا انتظام کریں۔ میرے مکان کا انتظام کریں۔ میری ملازمت کا انتظام کریں اور میں یہ کام کروں اس پر بھی آپ سوچ لیں کہ اسلام قبول کرنے کے لئے یہ شرائط عائد کی جاتی ہیں؟۔ مہربانی فرمائیں۔ جس راستے سے گئے ہیں اسی راستہ سے واپس آئیں۔ سمجھے! اب انہوں نے دروازے بند کر دیئے ہیں تو اس مقام کو جرأت کے ساتھ پھلانگنا ہوگا اور اگر کسی اور مقام کے اندر داخل ہونا ہے تو اس کے دروازے سے اندر داخل ہونا ہوگا۔ میری درخواست سمجھ رہے ہیں؟۔ (مجاہد شاہ صاحب! آپ پر اب کچھ معاملہ الم نشرح ہو رہا ہے؟۔) بہت سارا فرق ہے۔ اس کو نکالنے کی کوشش کریں اور یہ میرے خیال میں آپ دوستوں کو خود نکال لینا چاہئے۔ اگر ایک ایک کام کے لئے مجھے ہی آنا پڑے تو میں تو میرے لئے مشکل ہوگا۔ فاروق بھائی! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں۔ کوئی حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ آپ کے دل ودماغ میں نہیں۔ یہ وہاں جاکر بیماری لگی ہے۔ یہ وہاں سے آپ کو جراثیم ملے ہیں۔

فاروق: میں مانتا ہوں۔

مولانا: جزاك الله! اور وہ جراثیم آپ میں بعینہ اسی طرح پورے موجود ہیں۔ جب کوئی آدمی کہتا ہے کہ یہ کیا ہے؟۔ آپ کہتے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا۔ جب جاتے ہیں اور جراثیم کا حملہ ہوتا ہے تو کہتے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا۔ انہوں نے یہ بھی کہا۔ فلاں مرگیا۔ فلاں زندہ ہے۔ آپ اس دلدل میں ہیں۔ آپ نے نہ قادیانیت کو چھوڑا ہے۔ میرے عزیز! نہ آپ نے اسلام کو قبول کیا ہے۔ جس طرح قرآن کی آیت ہے (میں معافی چاہتا ہوں) قرآن کہتا ہے کہ: ''بعض لوگ اس طرح ہوتے ہیں کہ ان کے دل ودماغ کے اندر شیطانی وساوس اس طرح قبضہ کر لیتے ہیں'' یتخبطه الشيطان من المس ''پاگلوں کی طرح دنیا کے اندر۔ کیا ہوگیا؟ کیا ہوگیا؟۔ بس وہ کیفیت ہو جاتی ہے اور اس سٹیج پر ہوبی جایا کرتی ہے۔ میں اس موقع پر آپ سے نفرت نہیں کر رہا۔ یہی تو وہ موقع ہے کہ میں سب سے زیادہ آپ سے محبت کروں۔ پھر بھی آپ اس عنوان پر بھی سوچیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی آپ کی کھوپڑی میں ابھی تک موجود ہے۔ اس کے وساوس بھی آپ کی کھوپڑی میں موجود ہیں۔ ایک آدمی نے کہا کہ کہو غلام احمد قادیانی کافر۔ آپ نے کہہ دیا کافر۔ لکھ کر دے دیا اور کہہ بھی دیا کافر۔ میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ کائنات کے کسی حصہ میں چلے جائیں۔ کسی مسلمان کو جاکر

کہہ دیں کہ تم اپنے نبی علیہ السلام کے متعلق (معاذ اللہ) یہ بات کہو۔ وہ ذبح تو ہو جائے گا مگر رحمت دو عالمﷺ کے متعلق یہ لفظ نہیں کہے گا۔ آپ کا خود اتنی بات کہہ دینا مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا سمجھنے کے باوجود ایک مجلس میں کہہ دینا کہ کافر ہے۔ اٹھ کر کہنا نہیں وہ ایسا سچا ہوگا۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر اور جھوٹا ہونے کے لئے اتنی بات کافی ہے۔ اگر اس پر سمجھنا چاہیں گے تو میں حاضر ہوں۔ اب آپ کی تشخیص ہوگئی۔ بے شک سوال کریں۔ مجلس ہے۔ علمی مجلس چلتی رہتی ہے۔ سوالات چلتے رہتے ہیں۔

مولانا: آپ اپنا تعارف کرائیں اور بتائیں کہ آپ قادیانی کیوں ہوئے؟۔

فاروق: اصل میں سمندری کے قریب ایک گاؤں ہے۔ میں وہاں کا رہنا والا تھا۔ جامعہ رضویہ میں دین کی کتابیں پڑھیں۔ پھر ل میں ملازم ہوا۔ ایک قادیانی سے دوستی ہوگئی۔ ماں باپ مسلمان ہیں۔ خاندان مسلمان ہے۔ صرف میں قادیانی ہوا۔ پھر مرزائیوں میں شادی ہوئی۔ اعوان برادری سے میرا تعلق ہے۔ اب داتا میں تبلیغ کے لئے قادیانی جماعت نے مقرر کیا تھا۔

مولانا: کتابیں کہاں تک پڑھیں۔

فاروق: کئی سال جامعہ رضویہ فیصل آباد میں بہت ساری کتابیں پڑھیں۔

مولانا: کہاں تک۔ کچھ کتابوں کے نام۔

فاروق: خاموش!

مولانا: مجھے اس پر بھی شبہ ہو رہا ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا طالب علم جو معمولی پڑھا ہوا ہو اگر ہمارا طالب علم قدوری پڑھتا ہو تو اس کو ہدایہ تک کی اور ہدایہ تک کی شروحات کے نام یاد ہوتے ہیں۔ میں نے پوچھا کون سی کتابیں۔ کتابوں کے نام ایک بھی آپ نہیں بتا سکے۔ یہ محل نظر ہے کہ آپ نے جامعہ رضویہ میں دینی کتابیں پڑھیں۔ آپ اوروں کو تو غلطی میں ڈالیں لیکن مجھ سے یہ توقع نہ رکھیں۔ آپ نے کسی دینی ادارہ سے نہیں پڑھا۔ قادیانیوں سے کچھ پڑھا ہو تو مجھے انکار نہیں۔ آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ قرآن مجید کی کسی بھی تفسیر کو سمجھنے کے لئے جو ہماری امہات التفاسیر ہیں ان میں سے کسی ایک تفسیر کا انتخاب کرلیں۔ اس کو دیکھنا شروع کردیں۔ اگر اپنے طور پر سٹڈی کرنی ہے تو آپ کا تشریف لانا ہمارے لئے خوشی کا باعث ضرور ہے کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ جب آجائیں گے آپ کی ہلپ کرنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ لیکن آپ اسلام پر کوئی احسان نہیں کررہے کہ پہلے اہل اسلام میرا یوں انتظام کریں تو پھر میں یوں ہوجاؤں گا۔ ایک مفاد کی خاطر وہاں گئے تھے۔ وہ مفاد وہاں پورا نہیں ہوا انہوں نے ٹھڈا مارا اور ادھر آگئے۔ یہ اسلام لانا نہیں پھر یہ تماشہ ہے۔ میں گفتگو تلخی کی کررہا ہوں۔ مجھے احساس ہے۔ اس موقع پر مجھے آپ کے دل کو نہیں توڑنا چاہئے۔ لیکن جب تک لوہے کو گرم کرکے اس پر ہتھوڑا نہ مارا جائے اس سے کوئی اوزار نہیں بنا کرتا۔ جب تک میں یہ گفتگو نہ کروں آپ تب

تک کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ پائیں گے۔ آپ کا یہ کہنا کہ پہلے میرے لئے یہ انتظام کرو۔ پہلے میرے لئے چھ مرلے کا مکان بناؤ۔ پہلے مجھے پلاٹ لے کر دو۔ پھر میری ملازمت کا انتظام کرو۔ کیوں بھائی! کیا اسلام نے ٹھیکہ لے رکھا ہے آپ کا؟۔ میرے لئے یہ چندہ کرو۔ میرے لئے یہ انتظام کرو۔ نوکر ہے اسلام آپ کا؟ یا میرا؟۔ مجھے تو اسلام کی ضرورت ہے۔ اسلام کو میری کیا ضرورت؟۔ کیا آپ اور میں مسلمان نہیں ہوں گے تو اسلام جھوٹا ہو جائے گا؟۔ اگر اسلام کو ان بنیادوں پر کام کرنا ہوتا تو یہ رفاہی ادارہ ہو سکتا ہے اسلام نہیں۔ پھر یہ قادیانیت ہو سکتی ہے جو چندہ کے نام پر نکاح کے نام پر فلاں چیز کے نام پر فلاں چیز کے نام پر قادیانیت کو پھیلاتی ہے۔ یہ لمیٹڈ کمپنی اور فرم ہو سکتی ہے اسلام نہیں۔ اسلام تو کہتا ہے اس راستے آؤ گے تو میرے ہو۔ اگر راستے سے ذرا بھٹکو گے تو جاؤ جہنم میں۔ بای وادی یهیمون! جہاں جا ہو پھرتے رہو۔ کوئی پرواہ نہیں تمہاری اور جتنے آسمانی مذاہب ہیں وہ معاف کرنا لالچ کی بنیاد پر چندوں کی بنیاد پر اور یوں کرنا یوں کرنا۔ ایک ہے مسلمان ہونے کے ناطے کہ آپ میرے بھائی ہیں۔ ڈوب رہے ہیں۔ آپ کو اٹھا کر کھڑا کرنا اور ڈوبنے سے نکالنا میرا ایک مسلمان ہونے کے ناطے فرض بنتا ہے۔ لیکن آپ یہ شرط نہیں لگا سکتے اور نہ ہی اسلام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کو مکان اور رہائش مہیا کرے۔ اگر اسلام کی ذمہ داری ہوتی تو جتنے بھی مسلمان ہیں وہ سب سے پہلے سارے ملک کے اندر تھوڑی جھنڈی لے کر سارے ملک میں پہلے مکان بناتے پھر لوگوں کو دعوت دیتے۔ حضور ﷺ بھی یہی کام کرتے کہ پہلے مکان بناتے پھر حضرت ابوبکرؓ کو کہتے کہ یہ مکان موجود ہے۔ اور شادی کا انتظام کرتے۔ آپ مہربانی کریں۔ ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ ان چیزوں کو سوچیں۔ آپ کا چکر مفادات کی بنیاد پر ہے۔ کوئی مسائل وسائل نہیں ہیں۔ مفادات کی بنیاد پر آپ نے اسلام کو چھوڑا تھا۔ اب آپ اگر اسی پر قیاس کر کے مفادات کی بنیاد پر اسلام کی طرف آنا چاہتے ہیں تو آپ اپنے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں اور ہمارے ساتھ بھی زیادتی کر رہے ہیں۔ ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دیجئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا ہے۔ اپنے رب سے استغفار کیجئے۔ معافی مانگیں۔ میں آپ کو اور آپ مجھے۔ انسان انسان کو کروڑ دفعہ دھوکا دے سکتا ہے۔ لیکن انسان کبھی اپنے رب کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ آپ اپنے رب کے ساتھ معاملہ کو درست کریں۔ دعا کریں کہ یا اللہ! ایک شخص نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا' مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور مجدد وہ کہ گیارہ صدیوں کے مجدد کچھ کہتے ہیں' یہ کچھ کہتا ہے۔ گیارہ صدیوں کے مجدد کچھ لکھتے ہیں۔ تیرہ صدیوں کے مجدد کچھ کہتے ہیں۔ یہ کچھ کہتا ہے۔ وہ سچے تھے حیات مسیح علیہ السلام کے مسئلہ پر تو یہ جھوٹا ہے۔ یہ سچا ہے تو نعوذ باللہ! تیرہ صدیوں کے مجددین جھوٹے ہیں۔ میں اس دلدل میں پھنسا۔ میں نے اس کو چھوڑا۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ڈنکے کی چوٹ پر کافر کہتا ہوں۔ یہاں پر کھڑے ہو کر نعرہ لگائیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے جھوٹے ہیں' کذاب ہیں' بے ایمان ہیں۔ ان کو چھوڑیں۔ پھر مسلمانوں کے علماء کے پاس آئیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو میں نے چھوڑ دیا ہے۔ اب میں نے اسٹڈی کرنی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ میرا راستہ کیا ہے؟۔ اگر آپ اپنی شرائط پر آئیں گے کہ مجھے اپنے ماحول میں رکھیں۔ مجھے اپنے ساتھ رکھیں۔

پھر مجھے فلاں جگہ پر بٹھائیں۔ اگر اس طرح کریں گے تو برادر عزیز! آپ کی یہ دنیاوی ڈیمانڈیں بڑھتی جائیں گی۔ کوئی آدمی پوری نہیں کر سکے گا۔ اب فرمائیں۔ اب حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ تو نکل گیا درمیان سے جس کے لئے ہم بیٹھے تھے۔ یہ تو چکر ہی اور نکل آیا۔ چلیں! میں آپ کے ساتھ ہوں۔ جی!

فاروق: مسلمان کی تعریف کیا ہے۔ مسلمان کون ہوتا ہے؟۔

مولانا: تصدیق الرسول بماجاء به! محمد عربی ﷺ جو کچھ لائے اس سب کو ماننے کا نام مسلمان ہے۔ ان میں کسی ایک چیز کا انکار کفر ہے۔ مثلاً میں یہ کہتا ہوں اور آپ بھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کو سچا سمجھے۔ کافر ہونے کے لئے ضروری نہیں کہ پورے قرآن کا انکار کرے۔ اگر ایک آیت کا انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ وہ قرآن کو ماننے والا نہیں کہلا سکے گا۔ قرآن کو ماننے والا وہ ہے جو پورے قرآن کو مانے۔ ایک آیت کے انکار سے بھی کفر لازم آتا ہے۔ پورے دین کو سچا سمجھ کر قبول کرنا اس کا نام اسلام ہے۔ کسی ایک دینی مسئلہ کا جسے ضروریات دین کہتے ہیں۔ کسی ایک کا انکار کرنا کفر ہے۔ اب فرمائیں؟۔

فاروق: قادیانی جو ہیں سارا کچھ سچ سمجھتے ہیں۔ قرآن مجید اور سارا کچھ۔ اس پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ کیوں کافر؟۔

مولانا: آپ نے سو فیصد صحیح کہا۔ ہم قادیانیوں کو قرآن پر ایمان لانے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے کہ تم قرآن کو کیوں مانتے ہو۔ ہم قادیانیوں کو یہ نہیں کہتے کہ نماز پڑھتے ہو اس لئے کافر۔ ہم ان کو یہ نہیں کہتے کہ تم کلمہ پڑھتے ہو اس لئے کافر۔ بلکہ ہم ان کو اس لئے کافر کہتے ہیں کہ تم مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا سمجھتے ہو اس لئے کافر۔ قرآن پڑھنے کی بنیاد پر تو ہم نے کسی کو کافر نہیں کہا۔ قادیانی ہمیں کہتے ہیں کافر۔ وہ یہ نہیں کہتے کہ تم قرآن کو مانتے ہو اس لئے کافر۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو تم مانتے ہو اس لئے تم کافر۔ قرآن کے ماننے کی وجہ سے ہم کسی کو کافر نہیں کہہ رہے۔ میرے خیال میں یہ ایسا جواب ہے یہاں پر آپ کا نقطہ حل ہو جانا چاہئے اور کوئی ہو نہ ہو۔ یہاں اس کو حل ہو جانا چاہئے۔ یہ آپ کو کس نے کہہ دیا کہ قادیانی فلاں چیز کو مانتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ مسلمان ہیں۔ ان بنیادوں پر تو ہم کافر کہہ ہی نہیں رہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کو ماننے کی وجہ سے قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں۔

وقار: فاروق بھائی اپنے لئے رستہ نکال رہے ہیں۔

فاروق: نہیں! نہیں!

مولانا: اگر یہ راستہ نکالے کہ وہ ساری چیزوں کو مانتے ہیں۔ ساتھ مرزا قادیانی کو بھی مانتے ہیں تو بھی ان کے ساتھ گزارا کر لیا جائے۔ یہ تو پھر بہت مشکل بات ہو جائے گی۔ بات سمجھ رہے ہیں۔

فاروق: ہاں!

مولانا: میں نماز پڑھتا ہوں' روزہ رکھتا ہوں' داڑھی ہے' مسلمان ہوں' یہ چار میرے دوست ہیں' میرے ایمان اسلام کے گواہ ہیں' قادیانی مجھے بھی کافر کہتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہتے ہیں کہ ہم مرزا قادیانی کو نہیں مانتے۔ ہم قادیانیوں کو قرآن پڑھنے کی وجہ سے کافر نہیں کہہ رہے۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ تم مرزا قادیانی کو مانتے ہو۔ لہٰذا تم کافر۔

فاروق: قادیانیوں کو اگر مسلمان بنانا ہو تو آپ کیا کہلائیں گے؟۔

مولانا: ہاں...... ! خدا کے بندے قادیانیوں کی کیوں شرط لگاتے ہو۔

فاروق: مسئلہ ہی قادیانیوں کا ہے۔

مولانا: ارے میاں! سیدھے راستے سے آؤ۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ عیسائی کو مسلمان کرنا ہو۔ یہودی کو مسلمان کرنا ہو۔ ہندو کو مسلمان کرنا ہو یا قادیانی کو۔ توبہ کراتے ہیں۔ توبہ کس چیز کا نام ہے۔ گناہ کو چھوڑنا۔ گناہ کو چھوڑنا اور آئندہ نہ کرنے کا نام توبہ ہے۔ یا اللہ میں چوری سے توبہ کرتا ہوں اور ارادہ یہ ہو کہ جاتے ہوئے جس کی اچھی جوتی ملے گی لے جاؤں گا۔ یہ توبہ نہیں پھر مذاق ہے۔ میری بات سمجھ رہے ہیں؟ بعینہ اسی طرح اگر کوئی عیسائی ہے تو جن کفریات پر وہ ہے ان کفریات کو ترک کرے۔ اسلام قبول کرے۔ جو کچھ پہلے تھا وہ غلط۔ آئندہ یہ نہیں ہوگا۔ اس کا نام ہے اسلام۔ اب اگر ایک عیسائی توبہ کرے گا تو جہاں وہ وحدانیت کا اقرار کرے گا وہاں تثلیث کا انکار کرے گا۔ جہاں وہ رب کریم کے محمد عربی ﷺ کے رسول برحق ہونے کا اقرار کرے گا وہاں سیدنا مسیح علیہ السلام کے الٰہ ہونے کا اسے انکار کرنا ہوگا۔ اب مسیح علیہ السلام کو بھی صرف اللہ کا رسول مانے گا۔ اگر ایک عیسائی کہے کہ میں مسلمان ہوں۔ نمازیں پڑھتا ہوں۔ روزے رکھتا ہوں۔ لیکن مسیح اللہ تھے۔ استغفر اللہ! تثلیث سچی تھی۔ کفارہ سچا تھا۔ یہ آدمی پھر مذاق کر رہا ہے اسلام قبول نہیں کر رہا۔ آپ ایک ہندو کو مسلمان کرنا چاہیں گے تو اس کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہوگی کہ وہ کہے کہ خدا ایک ہے۔ یہ جتنے میں نے بت بنا رکھے ہیں یہ سارے جھوٹے۔ جب تک وہ جتنی زیادہ شدت کے ساتھ اپنی ان مانی ہوئی چیزوں پر کلہاڑا نہیں چلائے گا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی توحید کا کلہاڑا چلا کے ان اپنے معبودان باطلہ کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کرے گا تب تک وہ مسلمان نہیں ہوگا۔ ایک آدمی اب اگر قادیانیت کو چھوڑ کر اسلام میں آنا چاہتا ہے تو قادیانیت اور اسلام میں واضح نزاع مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا قیمہ کر کے دنیا کی غلیظ ترین شے سمجھ کر اسلام کی طرف آئے گا تو اس کے دل و دماغ میں دنیا کی محبوب ترین شخصیت محمد عربی ﷺ کی ہو جائے گی۔ بھائی! یہ ہے کہ کنوئیں سے پہلے پانی کی گندگی نکالو جس سے یہ کنواں پلید ہوا۔ خدا کے بندے میں نے تو پہلے کہہ دیا کہ وہ پڑا ہے۔ پہلے اسے نکالو۔ پھر پاک ہی پاک۔ اسی کا نام اسلام رکھ لیں۔ اسی کا نام توبہ رکھ لیں۔ اسی کا نام جو رکھ لیں۔ فرمائیں!

فاروق: کیا وحی جاری ہے یا بند۔

مولانا: چودہ سو سال تیرہ سو سال جاری تھی یا بند تھی؟۔

فاروق: جاری۔

مولانا: کس کس پر؟۔

فاروق: قرآن حکیم سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وحی جاری۔

مولانا: بھائی میاں! میں قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے تو اصول طے کررہا ہوں۔ آپ سے درخواست کررہا ہوں کہ جس آیت سے آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جاری ہے۔اس کے لئے کسی غلام احمد قادیانی سے پہلے مجدد کی کتاب پڑھ لیں۔ وہ کہہ دے جاری ہے تو جاری ہے نہیں تو نہیں۔ میں تو یہ پوچھ ہی نہیں رہا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سے وحی بند ہے یا کون سی آیت سے وحی جاری ہے۔ میں تو یہ سوال ہی نہیں کررہا۔ بلکہ ان کے نام بتادیں۔کون کون سی وحی تھی۔ کس کس پر تیرہ سو سال جاری رہی۔ اگر وحی تیرہ سو سال سے جاری ہے تو کس کس پر وحی ہوئی۔ نام بتلائیں؟ اور اگر تیرہ سو سال میں بند تھی اور ایک آدمی کہتا ہے کہ مجھے ہوئی اور میرے بعد کسی کو نہیں ہوگی۔ یہ آدمی پھر جھوٹا ہے۔ مکار اور عیار ہے۔ یہ صرف اپنی دکان چمکانے کے لئے ایسی ایک بات کہہ رہا ہے۔ تیرہ سو سال سے امت اس کو کبھی جاری نہیں مانتی۔ نبوت جاری...... جاری...... پھر تیرہ سو سال میں کون بنا؟...... کوئی نہیں...... صرف مرزا غلام احمد قادیانی...... اس کے بعد کوئی نبی؟...... نہیں؟...... اب کہتے ہیں کہ خلیفے ہیں...... نبی نہیں...... تیرہ سو سال میں مرزا قادیانی کی خاطر نبوت کو جاری رکھنا تھا؟...... حضور ﷺ کی ختم نبوت کا بھی انکار کیا...... تیرہ سو سالہ امت کے تعامل کو بھی چھوڑا۔ امت کے فہم قرآن کو اور امت کے نظریہ کو بھی رد کیا۔ ایک آدمی کی خاطر؟ اور جب وہ گزر گیا تو کہتے ہیں...... اب پھر بند۔ نہیں تو اس کے بعد جتنے نبی ہوئے...... ! چلو میاں! میں تیرہ سو سال کا نہیں پوچھتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو گئے ہوئے سو سال ہوگیا ہے۔ آپ بتائیں سو سال کے بعد کتنی وحی آئی؟ یا کتنے نبی بنے؟ نبوت جاری ہے یا وحی جاری ہے۔ فرمائیں کتنے نبی بنے ہیں؟۔ اے کاش! آپ ٹھنڈے دل ودماغ سے اس پر غور فرمائیں۔ میں کہتا ہوں قوت مدافعت پیدا کرو۔ آپ کے ان سوالوں کا جواب آپ کا ضمیر دیتا چلا جائے گا۔

فاروق: وحی جو ہے وہ غیر نبی کو بھی ہوسکتی ہے یا نہیں ہوسکتی یا نبی ہونا ضروری ہے۔

مولانا: آپ بتائیں۔

فاروق: آپ سے سوال ہے۔

مولانا: بھائی میاں! بتادیں جو آپ کے دل ودماغ کے اندر ہے۔

فاروق: قرآن حکیم میں کیا ہے؟۔

مولانا: وحی شرعی۔ وحی شرعی جس کا انکار کفر ہو۔ وہ سوائے نبی کے کسی کو نہیں ہوسکتی۔ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ تیرہ سو سال میں کسی کو ہوئی نہ قیامت تک ہوگی جس کے انکار کی وجہ سے کفر لازم آئے۔ باقی خواب ہے، الہام ہے، الہا

پلٹنا۔ان کا ماننا ہمارے لئے ویسے بھی ضروری نہیں۔ مجھے الہام ہو کہ مولوی صاحب! آپ کے پاس روٹی رکھی ہوئی ہے اس کے اندر زہر ملا ہوا ہے۔آپ اس کو نہ کھائیں۔اس کے باوجود میں کھالوں اور واقعتاً زہر ملا تھا۔ میں مر جاؤں تو مجھے خودکشی کا مرتکب نہیں کہا جائے گا۔اس لئے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔میرا الہام صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے خواب دیکھا ہے۔میرا خواب سچا بھی ہو سکتا ہے اور جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔ جناب محترم فاروق صاحب! دین اسلام امتی کے یا امت کے خوابوں پر نہیں چلا کرتے۔ اگر خوابوں کی بنیاد پر دین اسلام چلا کرے تو پھر اسلام نہ ہوا مذاق ہوا۔ان کی حیثیت مبشرات کی ضرور ہو سکتی ہے۔آپ اور میں کبھی خواب دیکھتے ہیں تو صبح کو نہانے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے۔ پھر کبھی خواب دیکھتے ہیں کہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔وہ بھی خواب تھا اور یہ بھی خواب ہے۔ یہ انسانی دل و دماغ ہیں۔اچھے خواب بھی آ سکتے ہیں اور برے بھی۔خوابیں کبھی بنیاد نہیں ہوا کرتی اور کسی بڑے سے بڑے آدمی ماسوائے اللہ رب العزت کے نبی کے کسی اور کا خواب قطعاً شرعی حجت یا دلیل نہیں۔ہاں! نبی کا خواب حجت ہوتا ہے اور اسی لئے رؤیا الانبیاء وحی! بخاری شریف کے اندر ہے۔صرف نبی کا خواب شریعت کے اندر حجت ہوا کرتا ہے۔باقی بڑے سے بڑے آدمی کا میرے استاد کا‘ کسی مجدد کا خواب وہ بیان کرے اور میں کہوں نہیں مانتا میں اس کو۔ اسلام مجھے یہ نہیں کہے گا کہ تم اس کے خواب کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہو گئے ہو۔صرف نبوت کی ذات کو ماننے یا نہ ماننے کی بنیاد پر کفر اور اسلام کے فیصلے ہوتے ہیں۔باقی دنیا کے کسی آدمی کی یہ اتھارٹی نہیں کہ اس کو ماننے یا نہ ماننے کی وجہ سے کفر لازم آئے۔حضرت مولانا خان محمد صاحب ہمارے بزرگ ہیں۔ ہمارے امیر ہیں۔ساری دنیا کے ولیوں میں میری نظر کے مطابق وہ سب سے اچھے ہیں۔ کل میں کہہ دوں کہ جی میں حضرت مولانا خان محمد صاحب کو نہیں مانتا۔ان کو نہ ماننے کی وجہ سے مجھ پر کوئی الزام نہیں آئے گا۔ میں کہتا ہوں کہ میں مجدد الف ثانی ” کو نہیں مانتا۔ان کو نہ ماننے کی وجہ سے میرے اوپر کفر لازم نہیں آئے گا۔ارے میاں میری بات سمجھ رہے ہو؟۔ بھائی! اسلام میں صرف نبوت کی ذات ہوا کرتی ہے جس کے اقرار یا انکار سے اسلام و کفر کے احکام مرتب ہوتے ہیں اور جس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کہے کہ جو مجھے نہ مانے وہ کافر۔ چاہے حضور ﷺ کو ہزار دفعہ مانے مرزا قادیانی کو نہ مانے وہ کافر۔اس کا پھر معنی یہ ہوا کہ یہ حضور ﷺ کی مسند پر بیٹھ گیا ہے۔ جو اعزاز حضور ﷺ کا تھا وہ اس نے لے لیا۔اس لئے تو میں کہتا ہوں کہ پہلے اس کو نکالو۔گاڑی تب چلے گی۔

فاروق: وہ کہتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے مقابلہ پر نہیں ہوں۔ میں امتی ہوں۔ان کی غلامی کی وجہ سے نبوت ملی ہے۔

مولانا: یہ کیا فرما رہے ہیں آپ؟۔

فاروق: ان کا غلام ہوں۔خادم ہوں۔حضور کا خادم۔وہ کہتا ہے۔

مولانا: ٹھیک ہے۔ہوں خادم لیکن مجھے اعزاز وہ دو جو مخدوم اور آقا کو ملتا ہے۔ہم نے کہا کہ اس آقا کے

انکار سے کفر لازم آئے گا۔ اس نے کہا کہ: ''میرے انکار سے بھی کفر لازم آئے گا۔'' (تذکرہ ص۶۰۷ طبع سوم) قرآن مجید نے کہا کہ وما ارسلناک الا رحمة للعالمین! وہ کہتا ہے کہ میں ہوں غلام لیکن مجھے کہا گیا ہے کہ تو بھی وما ارسلناک الا رحمة للعالمین! ہے۔ (تذکرہ ص۸۱) اس کی وحی پڑھی ہے کہ نہیں؟۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ وما رمیت اذ رمیت! غلام کہتا ہے کہ مجھے بھی کہا گیا ہے کہ وما رمیت اذ رمیت (تذکرہ ص۴۲٬۱۳۱) یہ بدنصیب غلام ہے یا آقا بننے کی کوشش کررہا ہے؟۔ غلام کہتا ہے کہ ظلی طور پر مجھے بھی محمد کہا گیا ہے؟۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۵ خزائن ج۱۸ ص۲۰۹) منصب بھی ان کا' ٹائٹل بھی ان کا' اختیارات بھی ان کے استعمال کرے مرزا قادیانی اور کہے کہ میں غلام ہوں۔ جناب! یہ پھر دھوکے باز ہی ہوسکتا ہے۔ غلامی والی بات غلط ہے۔ سمجھے؟۔

فاروق: عیسیٰ علیہ السلام جب آئیں گے تو وہ نبی اللہ ہوں گے یا غیر نبی اللہ!

مولانا: خوب بھائی! تو میرے دل کو چیر کے دیکھ میرے دل میں کتنی محبت ہے آپ کے لئے۔ چلو! پھر کیا ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا قصہ حل ہوا کہ نہیں؟۔

فاروق: جی ہاں! بس ہوگیا۔

مولانا: ہاں......! بس ہوگیا! یہ نہیں۔ شاہ صاحب فرمائیں......!

فاروق: حدیث میں..........!

مولانا: بھائی! مرزا غلام احمد قادیانی کا مسئلہ حل ہوا؟۔

فاروق: جی!

مولانا: ٹھیک ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو محمد رسول اللہ بھی کہے اور یہ بھی کہے کہ میرے ماننے نہ ماننے کی وجہ سے کفر واسلام کے فیصلے ہوں گے۔ یہ بھی لکھے کہ: ''جو مجھے نہیں مانتا وہ جہنمی۔'' (تذکرہ ص۱۶۳) فلاں مجھ کو نہیں مانتا۔ تیرا کلمہ باطل' تیرا اسلام باطل' حج باطل' مرزا غلام احمد قادیانی کو پہلے مان۔ تو یہ اختیار تو حضور سرور کائنات ﷺ کے استعمال کررہا ہے۔ دھوکہ میں رکھا گیا ہے آپ کو۔

میرے عزیز! کواکب کچھ' نظر آتے ہیں کچھ۔ دعویٰ ان کا کچھ ہے۔ کر یہ کچھ رہے ہیں؟ اور مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی کہا کہ: ''جس اسلام میں میرا تذکرہ نہیں وہ مردہ اسلام ہے۔'' (الفضل قادیان ج۱۶ نمبر۳۲ ص۱۱ مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۸ء) تیرہ سو سال میں مرزا قادیانی کا کوئی تذکرہ نہیں تھا تو تیرہ سو سال میں اسلام مردہ تھا۔ زندہ اسلام وہ جس میں مرزا قادیانی ہو۔ میرے عزیز! نبوت قوموں کو دھوکے نہیں دیا کرتی۔ نبوت دھوکوں سے نکالنے کے لئے آیا کرتی ہے۔ نبی حق اور باطل کی تمیز قائم کرتا ہے۔ دھوکہ میں قوموں کو نہیں رکھتا۔

ایک قادیانی کے ساتھ جس طرح آپ کے ساتھ گفتگو ہو رہی ہے انہوں نے کہا جی میں قادیانی ہوں۔ پکہ

تھک سکہ بند قادیانی ہوں۔ مجھے حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ سمجھا دیجئے۔ میں نے کہا کہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں کہ فوت ہو گئے ہیں؟۔ کہنے لگا فوت ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا مانتے ہو۔ کہنے لگا کہ مسیح۔ میں نے کہا کہ وہ کیوں؟۔ کہتے ہیں کہ اس کی جگہ آیا ہے۔ میں نے کہا کہ جو فوت ہو گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا' پوتا' پڑپوتا' اگر آنا تھا' اس کو آنا تھا۔ یہ کیسے آ گیا؟۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کیسے آ گیا؟۔ قادیانی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک آئے گا۔ میں نے کہا جو آدمی فوت ہو گیا وہ حضور علیہ السلام سے پہلے کا تھا یا حضور علیہ السلام کے بعد؟۔ کہتا ہے کہ حضور علیہ السلام سے تو پہلے تھا' تو حضور علیہ السلام سے پہلے مرا ہو گا۔ میں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کا یہی کام رہ گیا تھا کہ جو آدمی مر گیا ہے حضور علیہ السلام اس کے متعلق کہیں کہ وہ آئے گا۔ پھر نبی علیہ السلام معاذ اللہ! دنیا کو دلدل سے نکال رہے ہیں یا دلدل میں ڈال رہے ہیں کہ جو شخص فوت ہو گیا ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ آئے گا؟۔ وہ قادیانی چپ ہو گیا۔ میں نے کہا کہ پھر اس کا کوئی نام بھی حضور علیہ السلام نے بتایا تھا؟۔ اس نے کہا جی ہاں! حضور نے فرمایا تھا کہ وہ آئے گا اور اس کا نام یہ ہو گا۔ میں نے کہا پھر اسی نام والا آئے گا۔ اسی نام والا آیا؟۔ نہیں! نہیں آتا کروڑوں سال نہ آئے۔ ہماری ذمہ داری نہیں۔ ہم تو جب مانیں گے کہ اسی نام والا انہی شرائط کے ساتھ آئے۔ مانیں گے اسی کو جو حضور علیہ السلام کی شرائط پر آئے گا اور ایسا چمکتا دمکتا ہوا آئے گا کہ آسمان والے بھی دیکھ کر رشک کریں گے اور زمین والے بھی دیکھ کر اس پر رشک کریں گے۔ اب رہا عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا تو میرے خیال میں یہ مسئلہ مجھ سے نہ پوچھیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی سے جو پہلے کے لوگ ہیں ان سے پوچھتے ہیں

اور وہ ہیں ہمارے مثلاً علامہ محمود آلوسی۔ وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے منافی ہے یا نہیں۔ اس لئے کہ کسی ایک شخص کو جب اللہ نبی بنا دیں پھر ابد الاباد! تک وہ اللہ کا نبی ہو گا۔ اس اعزاز سے اسے محروم نہیں کیا جائے گا کہ کل نبی تھا آج نبی نہ ہو۔ یہ تحصیل داروں کے یا ڈی سی کے عہدے تو ہو سکتے ہیں نبوت کا یہ عہدہ نہیں جو نبی ہے وہ ابد الاباد! کے لئے نبی۔ اب عیسیٰ علیہ السلام جو تشریف لائیں گے تو وہ نبی ہوں گے یا نہیں۔ اگر نبی ہوں گے تو حضور علیہ السلام کی ختم نبوت کے بعد ایک نبی آ گیا۔ یہ سوال آج کا نہیں چودہ سو سال کا ہے۔ امت سے پوچھیں کہ انہوں نے اس کا کیا کہا؟۔ تو علامہ آلوسی جس کا میں تذکرہ کر رہا ہوں بالکل ابتدائی صدیوں کے یہ آدمی ہیں۔ آج سے سینکڑوں سال پہلے کے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے آباؤ اجداد بھی اس وقت تک پیدا نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے اس مسئلہ کو اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ امن عیسیٰ ممن نبی قبلہ! عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ یہ اللہ رب العزت کے وہ نبی ہیں جو حضور علیہ السلام سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائے گا۔ مثلاً کل قیامت کے دن ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء موجود ہیں۔ سب کی موجودگی

میں خاتم النبیین پھر بھی حضور علیہ السلام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی موجود ہیں پھر بھی محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں۔ آپ ﷺ کی ختم نبوت پہ حرف تو تب آئے گا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی بنایا جائے۔ اس مکان میں سب سے آخر میں میں داخل ہوا۔ آپ سارے بیٹھے ہیں۔ آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے اس مکان میں آنے والا آخری میں ہوں۔ یا پھر یوں سمجھیں مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ میں اپنے ماں باپ کے ہاں خاتم الاولاد ہوں۔ (تریاق القلوب ص۱۵۷، خزائن ج۱۵ص۴۷۹) حالانکہ اس کا بھائی غلام قادر اس وقت زندہ تھا۔ غلام قادر کے زندہ ہونے کے باوجود مرزا غلام احمد قادیانی کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں آیا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری یا ان کے موجود ہونے پر محمد عربی ﷺ کی خاتمیت پہ فرق نہیں۔ خاتمیت پہ فرق یہ ہے کہ ایران یا قادیان کا یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد میں نبی ہوں۔ یہ رحمت دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کا منکر ہے۔

فاروق: خاتم جو ہے اس کے معنی کیا ہیں۔ ختم کرنے والا۔

مولانا: مجھ سے کیوں پوچھتے ہو وہ تو اصول طے ہو گیا۔

فاروق: قرآن کہتا ہے کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین!

مولانا: دیکھیں آپ کے ذہن میں کوئی چیز متعین نہیں ہیں۔ جو چیزیں آتی ہیں آپ اس پر بول پڑتے ہیں۔ میں نے آپ کے بہت سارے اشکالات کا جواب دیا۔ اس کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن جو چیزیں جس پر سٹڈی کرنی ہو آپ کھلے دل کے ساتھ کہیں کہ میاں! میں آپ کے ساتھ ہوں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو کھلے دل کے ساتھ جھوٹا سمجھتا ہوں۔ ہم آپ کو رستہ بتاتے ہیں۔ بھائی! یوں چل پڑیں منزل مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ اسی میں سے ایک سٹڈی کا راستہ بھی بتا دیا۔ چلو آپ نے لفظ خاتم کہہ دیا ہے۔ میں اس پر درخواست کر دیتا ہوں۔ سب سے پہلے قرآن سے پوچھیں گے کہ اس کا ترجمہ کیا ہے۔ قرآن اگر نہیں بتائے گا تو حدیث کے دروازے پر جائیں گے۔ پھر صحابہؓ کے دروازے پر اور پھر امت کے دوازے پر۔ یہ قرآن مجید کے ترجمہ کے راستے ہیں۔

ختم کا لفظ قرآن مجید میں سات مقام پر استعمال ہوا ہے۔ یہ ختم کا لفظ ختامہ مسك! یہ ختم کا لفظ ختم اللّٰہ علی افواھھم! یہ ختم کا لفظ ختم اللّٰہ علیٰ قلوبھم! یہ ختم کا لفظ رحیق مختوم! وغیرہ! ان سب میں قدر مشترک ترجمہ یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا کہ نئی چیز اس میں ڈالی نہ جا سکے اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر نہ نکالا جا سکے۔ اس موقعہ پر عربی میں ختم کا لفظ آتا ہے۔ اصل اس کا معنی یہ ہے۔ ہاں! انگشتری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ مہر کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ زیب وزینت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن سب سے اس کا قدر مشترک قواعد کی رو سے جن مقامات پر ختم کا لفظ قرآن مجید میں آیا وہ یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند

کرنا۔ مثلاً اب مہر لگائیں گے تب بھی بند ہوگا۔ سیل کریں گے تب بھی بند ہوگا۔ ٹھیک ہے نا جی۔ آپ نے کسی کو اپنی انگشتری دی۔ وہ بھی کسی زمانے میں مہر کا کام دیتی تھی۔ اس لئے یہ ان معنوں میں بھی استعمال ہورہا ہے۔ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا کہ نئی چیز ڈالی نہ جاسکے اور جو کچھ ہے باہر نہ نکالا جاسکے۔ عربی زبان میں اس پر ختم کا لفظ بولتے ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ: ''ختم اللّٰہ علی قلوبھم! اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی یا بندش کردی۔'' میں اب لغوی معنی لے رہا ہوں۔ قرآن مجید کی رو سے کررہا ہوں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی۔ فلاں! فلاں! یہ متعین افراد تھے۔ ان کے دلوں سے کفر نکل نہیں سکتا۔ وہاں ختم کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ خاتم النبیین کا اگر اس اعتبار سے ترجمہ دیکھا جائے تو پھر یہ ہوگا کہ رحمت دوعالم ﷺ کی تشریف آوری پر حق تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کی ایسے طور پر بندش کردی کہ حضور ﷺ کے آنے کے بعد کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل نہیں کیا جاسکتا اور آپ ﷺ سے پہلے جتنے اس سلسلہ میں داخل تھے کسی کو خارج نہیں کیا جاسکتا۔ جایئے کائنات کی تمام لغت کی کتابیں اٹھا کر اس کا خلاف نکالیں۔ نہیں نکال سکیں گے۔

میں نے آپ کو چیک دیا ہے۔ وہ بلینک چیک ہے۔ ساری کائنات کی کتابیں اٹھا کر لغت کو کھنگال ماریں جس وقت یہاں پر آئیں گے کوئی آپ کو اشکال باقی نہیں رہے گا۔ (پانی کا گلاس مولانا کے ہاتھ میں تھا مشاہدہ کروایا کہ اگر اس گلاس کو الٹا کیا ہوا ہے تو پانی اس میں کبھی نہیں جائے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ جب اس کو سیدھا کریں گے تب اس میں پانی جائے گا۔) میں نے قدر مشترک کا لفظ بولا اسے یاد رکھیں۔ جہاں کہیں خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہوگا وہاں اس کا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ جایئے اس اصول کو کبھی نہ بھولئے۔

اس طرح توفی کے لفظ کو لے لیتے ہیں کہ توفی کہتے کس کو ہیں۔ اس توفی کے لفظ کو سمجھنے کے لئے علامہ رازیؒ کے دروازے پر جاتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ حضرت آپ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ: التوفی جنس تحتہ انواع! یہ اب آپ کی بغیر ڈیمانڈ کے میں اس مسئلہ پر شروع کررہا ہوں۔ تاکہ آپ کو یقین ہو کہ میں اس مسئلہ سے بھاگ نہیں رہا۔ کروڑ دفعہ میں اس پر گفتگو کرنے کو تیار ہوں۔ لیکن آپ کا یہ علاج نہیں۔ علامہ فخر الدین رازیؒ یہ کہتے ہیں کہ التوفی جنس تحتہ انواع! یہ توفی ایک جنس ہے۔ اس کے تحت کئی انواع ہیں۔ نیند کے معنی میں بھی توفی استعمال ہوا ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی بھی کہتا ہے کہ اماتت یعنی موت نیند کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ (ازالہ اوہام ص۹۴۳، خزائن ج۳ ص۶۲۱) توفی موت کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ توفی استیفاء کے معنوں میں اخذ الشئی وافیٔ! کسی چیز کو پورا پورا لینا کے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے۔ وہ آدمی دنیا کا سب سے بڑا دجال اور مکار ہے کہ جو قرآن کی دس آیتوں کو اکٹھا کر کے کہے کہ یہاں چونکہ توفی کا معنی موت ہے لہٰذا اس آیت میں بھی معنی موت ہے۔ وہ دنیا کا دجال تو ہوسکتا ہے قرآن مجید کو سمجھانے والا نہیں۔ قرآن مجید کو سمجھانے والا وہ ہوگا جو ہر

آیت کو سمجھنے سے پہلے موضوع کو محل کو اور مقام کو دیکھے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کس موضوع‘ کس ماحول میں اپنے نبی کو یہ بات کہہ کے کس بات کی نشاندہی کی تھی۔ ترجمہ پھر سمجھ میں آئے گا۔

مثلاً یہ میرے استاد ہیں۔ یار تم بڑے استاد ہو۔ لفظ ایک ہے۔ لیکن اس کے ترجمے دو ہوگئے۔ میری بات سمجھ رہے ہیں؟۔ میرے عزیز! اب استاد کا معنی ہمیشہ فراڈ کرتے چلے جانا ہے یا استاد کا معنی ہمیشہ یہ کریں جس نے اس کو پڑھایا یہ کرتے چلے جانا ہے۔ استاد کا لفظ کبھی برے کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔ کبھی شیخ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس کے پاس پڑھا جائے اس کے معنوں میں بھی استعمال ہوا۔ کبھی کبھی اس کو کسی اور معنی میں بھی لے لیتے ہیں۔ جس موقع پر توفی کا لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آیا اس کو دیکھیں۔ اس ماحول کو دیکھیں کہ یہودی پکڑنا چاہتے ہیں اور میرا رب بچانا چاہتا ہے۔

اس موقع پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یا عیسیٰ انی متوفیک ! یہ آپ کا کچھ نہیں کر سکیں گے۔ آپ میرے قبضے میں ہیں۔ کامل‘ مکمل‘ بالکل آپ میرے قبضے کے اندر ہیں۔ اگر اس کا معنی یہ کہ انی متوفیک! اور وہ یہودی بھی آپ کو مارنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہیں کہ میں بھی آپ کو مارنا چاہتا ہوں تو پھر رب کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نمائندگی نہیں فرما رہے پھر تو یہودیت کی ترجمانی ہو رہی ہے؟۔ معاذ اللہ! یہودی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ان کو تکلیف نہیں دیتا میں آپ کو مار دیتا ہوں اور مارنے کے بعد پھر جو چاہیں آپ کے جسم کے ساتھ کریں۔ یہ تو پھر یہودیت کی تمنا پوری ہو رہی ہے؟۔ میں نے یہ صرف خاتم النبیین کا لفظ اور یہ صرف آپ کے دل و دماغ کو کھولنے کے لئے کہا۔ ختم کے لفظ کو بھی آپ لے کر چلیں گے جتنا لے چلیں یا اسی توفی کے ایک لفظ کو لے لیں۔ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی سات عبارتیں ایسی رکھ دوں گا جس میں توفی ہے لیکن موت کا معنی نہیں۔ انہوں نے اس کے دوسرے ترجمے کئے۔ ایک لفظ مثلاً اسد لغت میں اٹھائیس معنوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ عقرب کا لفظ پینتیس سے زیادہ لفظوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے یا میں کہتا ہوں کہ فاروق صاحب نہیں آئے۔ یہ شاہ صاحب مجھے کہتے ہیں شیر آ رہا ہے۔ میں کہتا ہوں یار وہ دیکھو بکری کو کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں شیر آیا تھا۔ یہاں بھی شیر کا لفظ استعمال ہوا وہاں بھی شیر کا لفظ استعمال ہوا۔ وہاں کا ماحول بتا رہا ہے کہ درندے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یہاں شیر کا لفظ بتا رہا ہے کہ بہادر کے معنوں میں استعمال ہوا۔ اب ایک آدمی مثلاً ایک شاعر کہتا ہے

صبح دم چوں رخ نمودی شد نماز من قضا
سجدہ کے باشد روا چوں آفتاب آمد بروں

کہتا ہے صبح صبح میں نے اپنے دوست کو دیکھ لیا میری تو نماز قضا ہوگئی۔ جب سورج نکل آتا ہے نماز تو جائز

نہیں ہوا کرتی۔شاعر اس شعر میں اپنے دوست اپنے محبوب کے رخ کو سورج کے معنوں میں لے رہا ہے۔رخ محبوب کو یہ آفتاب کے معنوں میں لے رہا ہے۔اب کوئی دنیا کا لال جھکو کھڑا ہو جائے اور وہ کہے کہ آفتاب کا معنی ہی رخ محبوب ہوتا ہے۔اس آدمی کو فالو نہیں کریں گے۔مجدد اور مسیح نہیں بنائیں گے۔بلکہ اس احمق کو کہیں گے کہ پہلے تو اپنے دماغ کا علاج کرا۔

سوچنا یہ ہے کہ کن معنوں میں اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مفہوم کو قرآن کے سیاق وسباق کو پالیا۔فقد فاز فوزاً عظیما!لغت کو اٹھایا اور اپنی مرضی کے ساتھ اس کے ترجمے کرنے شروع کر دیئے۔نہ کبھی وہ قرآن کو سمجھ سکتا ہے نہ حدیث کو سمجھ سکتا ہے اور نہ اس بات کی روح کو پا سکتا ہے۔آپ ان بنیادوں پر جب سٹڈی کریں گے تو پھر انشاءاللہ!میرے بھی استاد بن جائیں گے۔یہ ہوسکتا ہے۔وہ ہوسکتا ہے۔جو ایمان کی حلاوت ہے وہ ابھی تک دل میں اتری نہیں۔وہ کڑواہٹ ابھی کفر کی باقی ہے۔وہ زنگ ابھی باقی ہے اور زنگ آلود میں فولاد کا شربت ڈالتے ہیں۔اسے بھی زنگ بنا دیتا ہے۔پہلے وہ نکلے۔دل دماغ صاف ہو۔میں اللہ رب العزت کی ذات کو گواہ بنا کے کہتا ہوں کہ میرے دل میں آپ کے لئے بے پناہ احترام ہے۔حتیٰ کہ اگر مجھے اپنے جسم اور جان سے چمڑا جدا کر کے جوتی بنا کر دینے کی ضرورت پیش آ جائے میں اس وقت کم از کم اس جذبے سے گفتگو کر رہا ہوں کہ میں اس سے بھی دریغ نہیں کروں گا۔جب یہ مرحلہ آ جائے اس پر پورا اتر سکتا ہوں یا نہیں میں اس کا تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔لیکن اس وقت کم از کم میرے یہ جذبات ہیں کہ اگر آپ کو اس طرح بھی منت معذرت کر کے سمجھانا پڑے اس وقت میرے جذبات یہ ہیں کہ میں اس کام کے لئے بھی تیار ہوں۔لیکن آپ سمجھنے کی کوشش تو کریں۔آئیں تو اس راستے سے۔

میرے عزیز!یہ دین ہے یا تماشا کہ ساری زندگی اس مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر کہتے رہے۔چار قادیانیوں نے چکر دیا تو ان کے ساتھ چلے گئے۔ایک آدمی نے مانسہرہ کے اندر کھڑے ہو کر کہا کہ کہو کافر۔کہتا ہے غلام احمد قادیانی کافر۔اس کے بعد کہتا ہے جی وہ ذرا ابھی تک میرے شک باقی ہیں۔اب تک میرے شکوک باقی ہیں۔وہ جی لیکھرام کو اس نے یہ کہہ دیا۔فلاں کو اس نے یہ کہہ دیا تھا۔نکلیں اس دلدل سے۔میں اپنی داڑھی کے سفید بالوں کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ نکلیں اس دلدل سے اور سب کچھ برے خیالات کو نکالیں۔نئی طلب کے ساتھ نئے جذبے کے ساتھ اور نئے ولولے کے ساتھ جس وقت آپ نکلیں گے تو پھر پورے ماحول میں آپ ہی آپ ہوں گے اور کوئی نہیں ہوگا۔کر سکتے ہیں؟نہیں کر سکتے تو نہ اسلام آپ کا محتاج ہے نہ میرا محتاج ہے۔یہ جملہ سخت کہا ہے۔ناراض نہ ہوں۔لائیے مسکراہٹ لبوں پہ۔میں آگے بھی چلوں۔

ہاں!کیا فرماتے ہیں آپ۔اب وہ رخ محبوب تو آپ ہو گئے نا۔فاروق بھائی!اب میں آپ سے کہتا

ہوں کہ پہلے جس وقت آپ آئے تھے وہاں پر بیٹھے تھے اس وقت کی کیفیت کو اور اس وقت جو آپ کے چہرے کے حالات ہیں اس وقت بھی آئینہ دیکھا ہوتا۔ اس وقت بھی دیکھا ہوتا تو زمین وآسمان کا فرق ہے۔ میں درخواست کرتا ہوں آپ یہ دیکھیں رزق میرے سامنے ہے۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی جتنی کتابیں چھتیس سال میں قادیانیت اور ردقادیانیت پر میں نے پڑھا میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ شیطان نے بھی شاید دین اسلام کی بربادی کے لئے اتنے اقدام نہیں کیے ہوں گے جتنے یہ مرزا غلام احمد قادیانی کرتا تھا۔ دین اسلام اور دیانت رہی اپنی جگہ میں کہتا ہوں کہ پرلے درجے کا کمینہ دنیادار ہندو بنیا بھی دنیا کمانے کے لئے وہ خباثتیں نہیں کرتا جو مرزا غلام احمد قادیانی کرتا تھا۔

مجھے کچھ دن پہلے ایک حوالہ ملا ہے۔ چھتیس سال ہو گئے میں نے کبھی یہ حوالہ نہیں پڑھا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی رہتا تھا قادیان میں اور حکیم نورالدین رہتا تھا کشمیر میں۔ کشمیر سے پیسے بھجوانے تھے قادیان میں۔ اب پیسے بھجوانے کے دو ذریعے ہیں۔ ایک پرائیویٹ اور ایک گورنمنٹ کا۔ پرائیویٹ یہ ہے کہ کوئی آپ کا بااعتماد دوست آرہا ہے۔ آپ اس کو دے دیں۔ وہ ان تک پہنچا دے گا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو گورنمنٹ کے دو ذریعے ہیں۔ ایک بینک کے ذریعہ آپ بھجیں گے یا منی آرڈر کے ذریعہ۔ بینک کے ذریعہ بھجیں تو ڈرافٹ بنوائیں۔ ڈرافٹ کو پھر ڈاک میں ڈالیں۔ خرچہ آئے گا۔ اس زمانے کا پانچ سو روپیہ جس زمانے میں مرزا قادیانی کا بیٹا یہ کہتا ہے کہ ایک آنے کا کلو گوشت ملتا تھا۔ سولہ آنے کا روپیہ ہوتا تھا۔ روپے کا سولہ کلو گوشت ملتا تھا۔ پانچ سو کا معنی یہ ہے کہ پانچ سو کا آٹھ ہزار کلو گوشت ملتا تھا۔ آٹھ ہزار کلو گوشت آج کے دور میں ڈیڑھ سو روپے کے حساب سے لگایا جائے تو وہ بارہ لاکھ روپے کا بنتا ہے۔ اتنی رقم بھجوانی تھی اس زمانے میں۔ اب ڈاک سے بھجیں تب پیسے خرچ ہوتے ہیں۔ بینک سے بھجیں تب خرچ ہوتے ہیں۔ لفافے میں ڈال کر بھیج دیں۔ لفافہ چیک ہو جائے تب بھی آدمی پکڑا جائے گا اور اگر اسے کوئی نکال لے تو پانچ سو روپے سے گئے۔ نورالدین نے پانچ سو کا نوٹ پھاڑا اور اس کا ایک ٹکڑا لفافے میں ڈال کے بھیج دیا۔ آدھا نوٹ جب قادیان میں پہنچا تو مرزا غلام احمد قادیانی نے خط لکھا کہ پانچ سو روپے کے نوٹ کا ایک حصہ پہنچ گیا ہے۔ اب دوسرا بھی محفوظ طریقے سے بھیج دیں اس لئے کہ بارشیں ہو رہی ہیں کہیں خراب نہ ہو جائے۔ اس نے لفافے کے اندر پانچ سو کے نوٹ کا ٹکڑا ڈال کے بھیج دیا۔ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۳۵، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۵۲) یہ آدمی جو گورنمنٹ کا ٹیکس بچانے کے لئے بینک کے پیسے بچانے کے لئے اتنی خبیث سے خبیث حرکتیں کر رہا ہے یہ نبی ہے؟۔

نبوت اس کو کہتے ہیں کہ ایک ہاتھ میں چاند لا کے رکھ دو اور دوسرے پہ سورج لا کے رکھ دو۔ پھر بھی اپنے منصب کو نہیں چھوڑوں گا۔ نبوت اس کو کہتے ہیں کہ پہاڑ کی طرف اشارہ کر کے اسے سونے کا بنا دے۔ اس کی طرف اشارہ کر کے اسے چاندی کا بنا دے۔ نبی کہتا ہے مجھے سونا چاندی نہیں چاہئے۔ رب چاہئے۔

مرزا قادیانی تو اس غلیظ بنئے کی طرح ہے جس کے چار آنے گٹر کے اندر گر گئے تھے تو چار آنوں کو تلاش کرنے کی خاطر اپنے ہاتھوں کو آلودہ کر رہا تھا۔ یہ نبی ہے؟۔ محض اپنی اولاد کو جو پہلی بیوی سے تھی اپنی ساری جائیداد نصرت بیگم کے نام پر لگوادی۔ اس کے نام رہن رکھ رہا ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۵۲ روایت نمبر ۳۶۶) پہلی اولاد میں سے بیٹا مرتا ہے تو بیوی کو جا کر کہہ دیتا ہے کہ یہ ایک رہ گیا تھا جو تیری اولاد کے ساتھ وارث ہوتا۔ وہ بھی مر گیا ہے۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۲۲ روایت نمبر ۲۵) اب تیری اولاد اکیلی میری وارث ہوگی۔ یہ نبی ہے؟۔

ایک بے دین پتھر دل آدمی اپنی اولاد کے متعلق بھی یہ سوچا کرتا ہے؟۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تو غیروں کے درد کے اندر تڑپا کرتے تھے۔ اسے اپنی اولاد کا درد نہیں۔ سوچیں گے؟۔ بہت سارے آپ کے لئے راستے نکلیں گے۔ میں دیانتداری کے ساتھ کہتا ہوں کہ نبوت اور یہ منصب تو اپنی جگہ کائنات میں شرافت نام کی کوئی چیز ہے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو تو اس شرافت کا پرلہ حصہ بھی نہیں ملا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مرید حکیم نورالدین کو کہتا ہے کہ: ''رات میں نے فلاں دوائی کھائی ہے۔ اس دوائی کے کھانے کے بعد اتنی دیر اپنی بیوی کے ساتھ قوت باہ کو مفید ہے۔'' (مکتوبات احمدیہ ص ۱۴ ج ۵ نمبر ۲) تم بھی استعمال کرو فائدہ بہت دے گی۔ یہ نبی ہے؟۔ یہ اپنے خلیفہ کو یہ کہہ رہا ہے کہ میں......! تم بھی......! یہ نبی ہے؟۔ کیا نبوت کی یہی گفتگو ہوا کرتی ہے؟۔

ہاں! نبی اس کو کہتے ہیں کہ سامنے کوئی بچی آ رہی ہے۔ نبوت اپنی چادر دیتی ہے کہ جاؤ جا کر اس بچی کے سر پر ڈال دو۔ یارسول اللہ ﷺ کافر کی بیٹی ہے۔ فرمایا بیٹی کافر کی ہے دربار تو محمد عربی ﷺ کا ہے۔ یہاں جو آئے گا عزت پائے گا۔ سوچو! ماننے پر آئے تو کس کو مانا؟۔ تمہیں رحمت دو عالم ﷺ کے گھر میں کون سی کمی تھی جسے چھوڑ کر قادیانیت قبول کی؟۔

فاروق بھائی! دین دیانت نام کی اگر کوئی چیز ہے......! سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قضیہ تو اس وقت ہوگا جس وقت وہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اس وقت تو ان کا قضیہ ہی نہیں۔ جس وقت وہ تشریف لائیں گے اور جن مسلمانوں کو ان کے ساتھ پالا پڑے گا......! میں کہوں فاروق صاحب آئیں گے اور آ جائیں مولانا شفیق الرحمن صاحب تو مجھ سے کوئی پوچھے کہ مولوی صاحب آپ نے تو فاروق صاحب کا کہا تھا۔ میں کہوں فاروق سے مراد میری مولانا شفیق الرحمن تھا' تو دنیا کا کوئی آدمی مجھے سچا کہے گا یا مکار کہے گا؟۔ میں پوچھتا ہوں آپ سے' حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔ میں کہتا ہوں عیسیٰ علیہ السلام سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی تھا۔ پھر معاذ اللہ مکر کس نے کیا؟۔ (جاری ہے!)

حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کی چھ علامات!

مرسلہ: مولانا محمد علی صدیقی

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم ص ۱۹۰،۱۹۱ طبع ترکی میں امام مہدی علیہ الرضوان کی چھ علامات بیان کیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان میں سے ایک بھی مرزا غلام احمد قادیانی میں نہیں ہے۔

۱...... مہدی موعود جب ظاہر ہوں گے ان کے سر پر ابر (بادل) ہوگا اور اس میں فرشتہ ہوگا۔ وہ باآواز بلند کہتا ہوگا کہ: ''یہ مہدی ہے۔ اس کی پیروی کرو۔ (یعنی امام مہدی علیہ الرضوان کو دعویٰ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔)

۲...... جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ چار شخص تمام دنیا کے بادشاہ ہو چکے ہیں۔ دو مسلمان اور دو کافر۔ مسلمانوں میں ذوالقرنین علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام اور کافروں میں نمرود اور بخت نصر اور پانچواں شخص جو تمام روئے زمین کا مالک ہوگا وہ میرے اہل بیت سے ہوگا۔ یعنی حضرت مہدی علیہ الرضوان۔ (مرزا غلام احمد قادیانی تو ایک شہر کا بھی مالک نہیں ہوا)

۳...... جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ دنیا کا خاتمہ نہ ہوگا جب تک کہ میرے خاندان سے ایک ایسا شخص پیدا نہ ہو کہ اس کا نام میرے نام پر ہو۔ اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر ہو۔ اس کے ظہور کے وقت دنیا جور وظلم سے بھری ہوگی یہ شخص دادو ہش اور عدل وانصاف سے دنیا کو بھر دے گا۔

۴...... سرکار دوجہاں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے مددگار اصحاب کہف ہوں گے۔

۵...... جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور حضرت امام مہدی علیہ الرضوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ہو کر دجال سے لڑیں گے۔ (یعنی امام مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں۔ ایک نہیں)

۶...... جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے وقت رمضان المبارک کی چودہ تاریخ کو سورج گہن اور پہلی تاریخ کو چاند گہن ہوگا۔ یعنی زمانے کی عادت اور منجموں کے حساب کے خلاف یہ دونوں گہن ہوں گے۔

بقیہ: صفحہ 56 پر

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کا ایک ہنگامی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے اجلاس میں ڈنمارک کے اخبار میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تصویر کی اشاعت کی شدید مذمت کی گئی اور اس بے حرمتی کے المیہ اور جسارت پر تشویش وافسوس کا اظہار کیا گیا۔ عالم اسلام کے حکمرانوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور شرمناک حرکت کے مرتکب افراد کو بے نقاب کر کے سزا دلوائی جائے۔ یہ مطالبہ اتوار کی صبح دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں صوبائی امیر حضرت مولانا عبدالواحد کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں کیا گیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے ڈنمارک کے اخبارات میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے کارٹونوں کی اشاعت پر انتہائی رنج وغم اور تشویش کا اظہار کیا اور کہا کہ مغربی ذرائع ابلاغ شعائر اسلام کی توہین کر کے عالم اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں اور مسلمانوں کے جذبات مجروح کرتے ہیں۔ اس سے قبل امریکی فوجیوں نے گوانتانا موبے میں قرآن پاک کی توہین کی انتہائی مذموم حرکت کی۔ اب تسلسل سے مغربی ملکوں کے اخبارات میں شعائر اسلام کی توہین کا سلسلہ جاری ہے۔ اگر مسلمان اس پر ردعمل کا اظہار کرتے ہیں تو ان کو دہشت گرد قرار دیتے ہیں اور اس طرح اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

اجلاس سے قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ عالم اسلام کے حکمران اس حرکت کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور OIC کی طرف سے مذمت کا بیان کافی نہیں ہے۔ بلکہ ڈنمارک سے تمام اسلامی ممالک اپنے سفارتی تعلقات منقطع کردیں اور اس کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔ اجلاس میں بلوچستان میں مجلس کے تنظیمی امور اور تبلیغی سرگرمیوں کا جائزہ لیا گیا اور محرم الحرام اور صفر الخیر کے پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ اجلاس میں کوئٹہ کے نئے مبلغ حضرت مولانا نثار احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس پرفتن دور میں مسلمان اغیار اور عالم کفر کی سازشوں سے باخبر رہیں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھیں۔ علمائے کرام اور کارکن اس سلسلہ میں اپنا کردار ادا کریں اور ہر ہفتے علاقہ کی مختلف مساجد میں تبلیغی پروگرام ترتیب دیئے جائیں۔ جس میں اسلام کے دفاع اور قادیانیوں کی سرکوبی کے لئے خود کو تیار کیا جائے۔ فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کی جائے اور اتحاد ویگانگت کی فضا برقرار رکھنے کے لئے کام کیا جائے۔ اجلاس میں جناب قاری انوار الحق حقانی، جناب قاری عبداللہ منیر، جناب قاری عبدالرحیم رحیمی، کوئٹہ کے مبلغ حضرت مولانا نثار احمد، جناب حاجی تاج محمد، جناب حاجی خلیل الرحمٰن، جناب حاجی شاہ محمد آغا، جناب حاجی نعمت اللہ خان، جناب حاجی محمد عارف بھٹی، جناب حافظ خادم حسین گجر اور دیگر کئی ایک شخصیات نے شرکت کی۔

حضرت مولانا غلام مصطفیٰ کا تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ وخطیب جامع مسجد مسلم کالونی چناب نگر کا تبلیغی دورہ جامع مسجد صدیق اکبر ضلع خوشاب' جامع مسجد بلاک نمبر ایک جوہر آباد' جامع مسجد و مدرسہ کاشف العلوم' مدرسہ ابوہریرہ ہڈالی' جامع مسجد و مدرسہ روڈہ' جامع مسجد پیلوونیس' جامع مسجد موضع لکو میں ختم نبوت کے موضوع پر تفصیلی خطاب' مرزا غلام احمد قادیانی کے دجل وفریب' قادیانیوں کی ملک اور اسلام سے غداری' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قادیانیوں کا تعاقب جیسے عنوانات پر خطبات ہوئے۔علمائے کرام سے ملاقاتیں' طلباء میں ختم نبوت کا لٹریچر' عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی حفاظت کا ذمہ پوری امت کے ذمے ہے۔پوری امت کی طرف سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فرض کفایہ ادا کررہی ہے۔

اوکاڑہ میں مثالی ہڑتال اور جلوس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وجمعیت علمائے اسلام کے تحت گزشتہ دنوں اوکاڑہ میں بیس سال بعد عوام الناس کا جذبہ قابل دید دیکھنے میں نظر آیا۔رسول اللہ ﷺ کے خاکوں کو شائع کرنے کے خلاف تمام دینی' مذہبی' سیاسی جماعتوں کے رہنما اور کارکنان نے جامع مسجد گول چوک میں احتجاجی جلسہ منعقد کیا اور جلسہ کی قیادت جمعیت علمائے اسلام کے نائب امیر حضرت مولانا سید امیر حسین گیلانی نے کی۔شرکاء نے بینرز اور کتبے اٹھار کھے تھے۔جس میں یہود ونصاریٰ سے انتہائی نفرت اور غم وغصے کا اظہار کیا گیا تھا۔

ایبٹ آباد میں مثالی جلوس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ودیگر جماعتوں کے تحت ایبٹ آباد میں مرکزی جامع مسجد سے جلوس نکالا گیا۔جس کی قیادت حضرت مولانا پروفیسر سید افسر علی شاہ اور حضرت مولانا شفیق الرحمٰن نے کی۔جلوس میں ضلع ایبٹ آباد کے گردونواح سے ہزاروں کی تعداد میں کارکنان ختم نبوت اور دیگر جماعتوں کے کارکنوں اور مقامی لوگوں نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔جلوس کے شرکاء نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے ہم خون کا آخری قطرہ تک بہانے کو تیار ہیں۔

جناب میاں ریاض احمد کو صدمہ

کنری کے مخلص کارکن جناب میاں ریاض احمد آرائیں کے والد جناب چوہدری محمد علیؒ گزشتہ ماہ انتقال فرماگئے۔مرحوم نے ساری زندگی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے ہی اخلاص کے ساتھ کام کیا۔

جناب قاری محمد رمضان کو صدمہ

مدرسہ تعلیم القرآن چناب نگر کے استاذ جناب قاری محمد رمضان کے والد گزشتہ ماہ انتقال فرماگئے۔

مجلس کے اکابرین اور ادارہ لولاک مرحومین کے پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔ادارہ

بخاریؒ کی باتیں:مولف: جناب سید محمد امین گیلانی ؒ:صفحات:۱۹۲:قیمت درج نہیں: ناشر:ادارہ تالیفات ختم نبوت غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی و امیر اول سید الاحرار امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ملفوظات کو آپ کے شاگرد رشید اور فدا کار شاعر اسلام محترم جناب سید محمد امین گیلانیؒ نے جمع کیا۔حضرت امیر شریعتؒ کی باتیں اور جناب سید محمد امین گیلانیؒ کا قلم نور علی نور کا مصداق یہ مجموعہ ہے۔ناشر مہتمم ادارہ تالیفات ختم نبوت جناب مولانا قاری عمر حیات نے بہت اہتمام سے عمدہ ایڈیشن شائع کیا ہے جو دلاویز اور دیدہ زیب ہے۔کتاب اتنی دلچسپ ہے کہ شروع کریں تو مکمل پڑھے بغیر دل کو چین نہ آئے۔بریک تھرو کتاب ہے۔امید ہے کہ اہل ذوق ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔ناشر سے آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کامل کی درخواست ہے۔

خطبات حکیم العصر: ترتیب: حضرت مولانا شبیر حیدر فاروقی:صفحات:۳۶۰: قیمت:۱۶۰ روپے: ملنے کا پتہ: مکتبہ شیخ لدھیانوی جامعہ باب العلوم کہروڑپکا......ضلع لودھراں!

مخدوم العلماء والصلحاء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے شیخ الحدیث ہیں اور اس وقت پاکستان میں ہمارے شیوخ حدیث کی صف اول کے رہنما ہیں۔پاکستان میں (اپنی معلومات کی حد تک) تین ایسے اساتذہ ہیں جن سے پڑھنے والا کبھی خدمت دین سے محروم نہیں رہتا۔نمبر۱......حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی۔نمبر۲......حضرت مولانا محمد اشرف مانکوٹ۔نمبر۳......حضرت مولانا محمد حسن جامعہ مدنیہ جدید لاہور۔رب کریم کا کرم دیکھیں کہ دونوں مؤخر الذکر حضرات بھی مقدم الذکر شیخ کے شاگرد ہیں۔یوں رائس المال حضرت مولانا عبدالمجید صاحب کی ہی ذات گرامی قرار پاتی ہیں۔حضرت موصوف بیک وقت جہاں استاذ الاستاذ ہیں وہاں تصوف کے ماہر اور خطیب بھی ہیں۔آپ کی خطابت بھی درس کی طرح ہوتی ہے۔مشکل سے مشکل بات آسان پیرایہ دلربا انداز میں ہوتی ہے۔بات دل سے نکلتی ہے اور دل پر اثر کرتی ہے۔

ہمارے نوجوان بھائی حضرت مولانا شبیر حیدر فاروقی جو اس وقت جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں دورہ حدیث شریف کر رہے ہیں۔انہیں کئی خطباء حضرات کے خطبات جمع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔انہوں نے زیر نظر کتاب میں اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالمجید صاحب لدھیانوی کے خطبات کو جمع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔پہلی جلد

چھپ کر بازار میں آ گئی ہے۔ کمپیوٹر کمپوزنگ' کاغذ' طباعت' جلد بندی' ٹائٹل میں عمدہ ذوق کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ گویا اچھی کتاب میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ اس کتاب میں موجود ہیں۔ اس جلد میں چودہ خطبات ہیں۔ کتاب کی ابتداء میں حضرت دامت برکاتہم کا سوانحی خاکہ دیا گیا۔ جناب ڈاکٹر محمود احسن عارف کا گرانقدر مقدمہ بھی اس کتاب میں شامل ہے۔

جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے ناظم حضرت مولانا مفتی ظفر اقبال صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کر کے اپنے محبوب مربی ومحسن کے علوم کے خزانہ کو عوام وخواص تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے۔ یہ بہت بڑی دینی خدمت ہے۔ حضرت حکیم الامتؒ حضرت حکیم الاسلامؒ کے خطبات کے بعد انشاء اللہ العزیز خطبات حکیم العصر بھی اصحاب ذوق کی علمی وعملی تشنگی کو سیراب کرنے کا باعث بنیں گے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ چند ہفتوں میں پہلا ایڈیشن نکل گیا۔ اب دوسرے ایڈیشن کی گردش ہے۔

خطبات ندیم: ترتیب وجمع: حضرت مولانا شبیر حیدر فاروقی: صفحات: جلد اول ۳۸۲: جلد دوم: ۳۹۸: قیمت مندرج: ۱۶۰+۲۰۰ روپے: ناشر: مکتبہ حیدر کرار پرمٹ روڈ جلال پور پیروالا ضلع ملتان: ملنے کا پتہ: ملک کے ہر اہم کتب خانہ سے دستیاب ہے:

مجلس علمائے اہل سنت پاکستان کے روح رواں حضرت مولانا عبدالکریم ندیم ایک نامور سلجھے ہوئے خطیب اور شعلہ نوا مقرر ہیں۔ ان کی تقریر میں خطابت کے تمام اوصاف پائے جاتے ہیں۔ دیگر خوبیوں کے علاوہ اس وقت ملک کے چند گنے چنے ان خطباء میں سے ہیں جو موضوع پر بولتے ہیں اور حق یہ ہے کہ انداز بیان' اتار چڑھاؤ اور معلومات کے اعتبار سے موضوع کا حق ادا کرتے ہیں۔ تقریر کی بادِ سحر سے ابتداء کرتے ہیں۔ معلومات کے بادل کی گھنا سایہ کا ماحول برپا ہوتا ہے۔ تیز موسلا دھار بارش کی طرح علم وعرفان کی جل تھل ہوتی ہے اور سیلاب رواں میں سامعین ان کی خطابت کے ساتھ رواں دواں رہتے ہیں۔ گھنٹوں بعد آخر دعوانا! پر اجتماع ساحل علم وفضل کے کنارے اترا نظر آتا ہے۔ ہمارے محترم بھائی حضرتؒ مولانا شبیر حیدر فاروقی نے بہت عرق ریزی سے ان دو جلدوں میں جمع کیا ہے۔ توقع ہے کہ اہل علم قدردانی کریں گے۔ اس لئے کہ یہ کتاب واقعی قابل قدر ہے۔

رب کی باتیں: مولف: حضرت مولانا عمادالدین محمود: صفحات: ۱۵۰: قیمت: ۹۰ روپے: ناشر: ادارہ تالیفات ختم نبوت ۳۸ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور!

ڈیرہ اسماعیل خان میں چودھوان ایک قدیم قصبہ ہے۔ وہاں حضرت مولانا مفتی عطاء اللہ تھے جو خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے شیخ ثانی حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانویؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ ان کے خاندان کے چشم وچراغ حضرت مولانا عمادالدین محمود ہیں۔ انہیں کی جامع مسجد کے خطیب ہیں۔ ادارہ القاسم جامعہ ابی ہریرہ نوشہرہ کے

شعبہ تصنیف وتالیف میں ادارہ کے مہتمم حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی دامت برکاتہم کی سرپرستی میں مصروف عمل ہیں۔ ان کی کئی کتابیں چھپ چکی ہیں۔ زیرنظر کتاب مشہور حنفی امام حضرت ملاعلی قاریؒ کی احادیث قدسیہ پر مشتمل چالیس احادیث کے مجموعہ کا اردو ترجمہ ہے جو ''رب کی باتیں'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ ہر حدیث کا نمبر دے کر پہلے متن نقل کرتے ہیں پھر تخریج کر کے حوالہ جات سے مزین کرتے ہیں۔ پھر ترجمہ احادیث قدسیہ کے حوالے سے یہ بہت اچھی علمی محنت ہے۔ خدمت حدیث کے علاوہ اردو دان طبقہ کے لئے گرانقدر تحفہ ہے۔ عوام' علماء' خطباء سب اس سے یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔

تحفہ سیدالابرار یعنی فضائل اذکار واستغفار: مرتبہ: جناب حافظ محمد سیف اللہ خالد: صفحات:۱۷۶: قیمت:۱۰۰ روپے: ملنے کا پتہ: مکتبہ ختم نبوت یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور!

زیرنظر کتاب فضائل اذکار واستغفار پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ نام سے واضح ہے کہ مرتب نے فضائل قرآن سورۃ فاتحہ کی اہمیت وفضیلت' سورۃ بقرہ کی فضیلت' سورۃ کہف کی ابتدائی آیات کی برکات' فضائل دعا' اذکار تسبیح' تہجد تکبیر' لاحول ولاقوۃ الاباللہ' لاالہ الااللہ' آنحضرت ﷺ کی توبہ واستغفار' صبح وشام کی دعائیں' اولاد کو شیطان کے شر سے محفوظ رکھنا' غصہ ٹھنڈا کرنا' سفر شروع کرنے کی دعا' پناہ مانگنے کا بیان محتاجی اور قلت سے پناہ کی دعا' بھوک اور خیانت سے پناہ کی دعا اور جامع دعا جیسے بیسیوں عنوانات اور مقامات ہیں۔ جن میں حضور ﷺ نے دعائیں مانگی ہیں اور دعا مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ جمع کر دیا ہے۔

بقیہ: امام مہدی

اب قادیانی جماعت کے افراد بتائیں کہ کیا مرزا غلام احمد قادیانی میں یہ نشانیاں موجود ہیں؟۔

۱...... کیا مرزا قادیانی کے لئے کسی فرشتہ نے بادل میں سے اعلان مہدی کیا؟۔

۲...... کیا مرزا غلام احمد قادیانی کی حکومت قائم ہوئی؟۔

۳...... کیا مرزا قادیانی کا نام آپ ﷺ کے نام پر اور باپ کا نام عبداللہ تھا اور کیا مرزا قادیانی نے دنیا کو انصاف فراہم کیا؟۔

۴...... کیا اصحاب کہف مرزا غلام احمد قادیانی کے مددگار ہوئے اور دجال سے لڑائی ہوئی؟۔

۵...... کیا یکم رمضان المبارک کو چاند اور چودہ رمضان المبارک کو سورج گہن ہوا؟۔

اگر نہیں تو پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوئ مہدویت جھوٹا ہے اور مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔ اس لئے مرزائی آئیں اور اسلام قبول کریں۔ اس شخص کو امام مہدی تسلیم کریں۔ جس کی علامتیں احادیث میں بیان ہوئیں ہیں۔

تحصیل وضلع کی سطح پر تحفظ ناموس رسالت کانفرنسیں وتربیتی کلاسیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کے سہ ماہی اجلاس میں مرکز کی طرف سے ذیل کے تبلیغی دورے تجویز کئے گئے ہیں جن میں تحصیل وضلع کی سطح پر تحفظ ناموس رسالت کانفرنسیں اور تربیتی کلاسیں منعقد ہوں گی، قارئین سے گذارش ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ میں مبلغین سے مل کر ان پروگراموں کو کامیاب بنائیں۔

6تا8مارچ	ڈیرہ غازیخان ڈویژن	23مارچ	بہاولنگر
10مارچ	اٹک	24مارچ	منچن آباد، فقیر والی
11مارچ	گجرات	25مارچ	حاصل پور
12مارچ	منڈی بہاؤالدین	26مارچ	منڈی یزمان
13مارچ	جہلم	29مارچ	وہاڑی
14مارچ	خانیوال	31مارچ تا کیم اپریل	ضلع رحیم یارخان
16مارچ	احمد پورسیال	2تا14اپریل	اندرون سندھ
17مارچ	جھنگ	15تا18اپریل	کراچی
18مارچ	ٹوبہ	21اپریل	دن چناب نگررات خوشاب
19مارچ	ساہیوال	22اپریل	حافظ آباد
20مارچ	اوکاڑہ	23،24اپریل	گوجرانوالہ
21مارچ	قصور	25،26اپریل	سیالکوٹ، چونڈہ
22مارچ	پاکپتن		

تعمیر میں تعاون کی اپیل

مسجد خاتم النبیین و مدرسہ ختم نبوت

گمبٹ ضلع خیر پور میرس سندھ

تعمیر کا کام جاری ہے احباب سے تعاون کی اپیل ہے

امیر مرکزیہ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے سنگ بنیاد رکھا

شیخ عبدالسمیع ناظم مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ ضلع خیرپور میرس فون 0243-640076 موبائل 0301-6685585

یک روزہ سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ 7 اپریل 2006ء صبح 10 بجے تا رات بمقام ایم اے جناح روڈ ٹنڈو آدم

زیر صدارت: مناظر ختم نبوت حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب مدظلہ

زیر نگرانی: علامہ احمد میاں حمادی صاحب مدظلہ

حضرت مولانا عبدالغفور قاسمی صاحب سجاول

حضرت مولانا محمد مراد صاحب ہالیجوی

حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری صاحب کراچی

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ملتان

حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی صاحب سرگودھا

حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شجاع آبادی

حضرت مولانا صبغۃ اللہ صاحب کنڈیارو

حافظ خادم حسین صاحب پکاچانگ

حضرت مولانا مفتی حفیظ الرحمن صاحب ٹنڈو آدم

حضرت مولانا قاری خلیل احمد بندھانی صاحب سکھر

حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب

حضرت مولانا محمد نذر عثمانی صاحب حیدرآباد

حضرت مولانا محمد علی صدیقی صاحب میرپورخاص

حضرت مولانا محمد راشد مدنی صاحب

حضرت مولانا خان محمد کندھانی صاحب

حضرت مولانا محمد طاہر مکی صاحب

شاعر ختم نبوت سید سلمان گیلانی صاحب

شاعر انقلاب الحاج امداد اللہ صاحب پھلپوٹو

اہل اسلام سے بھرپور شرکت کی استدعا ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و شبان ختم نبوت ٹنڈو آدم ضلع سانگھڑ فون: 0235-571613

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. NO. M-108

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

سالانہ ختم نبوت کانفرنس

عظیم الشان

خان محمد صاحب

سید نفیس الحسینی

2-3 مارچ 2006 جمعرات جمعہ

بمقام جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

عزیز الرحمن جالندھری

خطبہ جمعۃ المبارک

قائد انقلاب اسلامی

حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب

امیر مرکزیہ جمعیت علماء اسلام پاکستان

محمد عبدالستار تونسوی صاحب

سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب

مفتی سعید احمد جلالپوری صاحب

عبدالمجید لدھیانوی صاحب

عبدالغفور حقانی

قاری محمد حنیف جالندھری صاحب

ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب

عزیز احمد صاحب

شہاب الدین پوپلزئی

عبدالکریم ندیم

طارق محمود

محمد اشرف شاد

عبدالماجد صدیقی

ارشاد احمد

ظفر احمد قاسم

عطاء الرحمن

عبدالمجید قاسم

محمد اکرم طوفانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

061 4514122